قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

بے شک فلاح (اور کامیابی) کو پہنچ گئے وہ لوگ جو اپنی نماز کو خشوع سے پڑھنے والے ہیں

فضائلِ نماز (عکسی)

جس میں

حضرت الحاج مولانا حافظ محمد زکریا صاحب دام فیوضہم

شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے

بحکم

حضرت الحاج مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہٗ

وہ حدیثیں جمع فرمائی ہیں جن میں نماز پڑھنے کی فضیلت، نماز چھوڑنے کا عذاب، جماعت کا ثواب اور اس کے ترک کی سزائیں آئی ہیں،

اور

ہر مضمون کے مناسب بزرگوں کے ذوق و شوق کے واقعات بھی بیان فرمائے ہیں

ناشر

مکتبہ رشیدیہ قاری منزل مراد سٹریٹ متصل پاکستان چوک کراچی

فہرست مضامین فضائل نماز

مضمون	صفحہ
خطبہ و تمہید	۳
باب اوّل نماز کی اہمیت کے بیان میں	۴
فصل اول نماز کی فضیلت کے بیان میں	″
۱۔ عن عمر بنی الاسلام علی خمس	″
۲۔ عن ابی ذر خرج والورق یتہافت	۵
۳۔ عن ابی عثمان اخذ غصناً	٦
۴۔ عن ابی ہریرۃ لو ان بباب احدکم نہراً	۸
۴۔ عن جابر مثل الصلوات الخمس کمثل نہر	″
۵۔ عن حذیفۃ اذا حزبہ امر صلی	۹
٦۔ عن ابی مسلم من توضأ فقام الی الفریضۃ	۱۳
۷۔ عن ابی ہریرۃ فی رجلین استشہد احدہما	۱۴
۸۔ عن ابن مسعود فی ملک ینادی اطفوا	۱۷
۹۔ عن ابی قتادۃ فی عہد بالمغفرۃ	۱۸
۱۰۔ عن ابن سلمان فی رجل ربح لم یربح مثلہ	۱۹
چہل حدیث اردو	۲۰
حضورؐ کی عادت نماز میں	۲۳
ایک مجذوب کی حسرت جنت پر	۲۴
فصل دوم نماز کے چھوڑنے پر وعید	۲۵
وعتاب کا بیان،	
۱۔ عن جابر بین العبد الکفر الخ	۲۵
۲۔ عن عبادۃ اوصانی خلیلی بسبع	۲٦
۳۔ عن معاذ اوصانی بعشر	۲۷
۴۔ عن نوفل من فاتتہ کانما وتر	۲۸

مضمون	صفحہ
۵۔ عن ابن عباس ان جمع بغیر عذر	۲۹
٦۔ عن عبداللہ بن عمرو من حافظ	۳۰
کانت لہ نوراً الا انہ فرعون وہامان	
۷۔ من حافظ اکرم بخمس والا	۳۲
عوقب بخمس عشرۃ عقوبۃ	
۸۔ من ترک عذب حقبا	۴۰
۹۔ عن ابی ہریرۃ لا سہم فی الاسلام	۴۳
باب دوم جماعت کے بیان میں	۴۴
فصل اوّل جماعت کے فضائل میں	″
۱۔ عن ابن عمر صلوٰۃ الجماعۃ	″
۲۔ عن ابی ہریرۃ تضعف خمسا وعشرین	۴٦
۳۔ عن ابن مسعود شرع سنن الہدیٰ	۴۸
۴۔ عن انس من صلی اربعین یوما	۵۰
فی جماعۃ کتب لہ براءتان	
۵۔ عن ابی ہریرۃ من توضأ	۵۱
فاحسن ثم راح فوجد الناس صلوا الخ	
٦۔ عن قباث صلوٰۃ الرجلین یؤم احدہما	″
ازکی من اربعۃ تترٰی،	
۷۔ عن سہل بشر المشائین فی الظلم	۵۲
فصل دوم، جماعت کے	۵۵
چھوڑنے پر عتاب کا بیان	
۱۔ عن ابن عباسؓ من سمع النداء	۵٦
ولم یمنعہ عذر لم تقبل منہ،	

مضمون	صفحہ
۲۔ عن معاذ الجفاء والکفر الخ	۵٦
۳۔ عن ابی ہریرۃ ہممت ان امر	۵۷
فتیتی فیجمعوا الی حزما من حطب	
۴۔ عن ابی الدرداء ما من ثلثۃ فی قریۃ الخ	۵۸
۵۔ عن ابن عباس من یصوم و یقوم	″
اللیل ولا یشہد الجماعۃ الخ	
٦۔ عن کعب فی تفسیر یوم یکشف الآیہ	۵۹
باب سوم خشوع وخضوع کے بیان میں	٦۰
تفسیر آیات خشوع	
۱۔ عن عمار لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلوٰتہ	۷۳
۲۔ عن انس من اتم قیامہا تخرج بیضاء مسفرۃ	۷۴
تقول حفظک اللہ ولا تقول ضیعک اللہ	
۳۔ عن ابی ہریرۃ اول ما یحاسب الصلوٰۃ	۷۵
ویکمل الفریضۃ عن التطوع،	
۴۔ عن عبداللہ بن قرط اول ما یحاسب	۷۷
الصلوٰۃ فان صلحت سائر عملہ	
۵۔ عن ابی قتادۃ اسوء الناس سرقۃ	
٦۔ عن ام رومان اتی ابوبکر اتمیل الخ	۸۰
۷۔ عن عمران بن حصین فی قولہ تعالیٰ	۸۱
ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر	
۸۔ عن جابرؓ رفعہ افضل الصلوٰۃ طول القنوت	۸۳
نماز میں بارہ ہزار چیزیں	۸٦
آخری گذارش	۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

نحمدہٗ ونشکرہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم ۝ وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ واتباعہٖ الحماۃ للدین القویم وبعد فھٰذہٖ اربعونۃ فی فضائل الصلوٰۃ جمعتہا امتثالاً لامر عمی وصنو ابی رقاہ اللہ الی المراتب العلیا ووفقنی وایاہ لما یحب ویرضٰی ؁

اما بعد: اس زمانہ میں دین کی طرف سے جتنی بے توجہی اور بے التفاتی کی جارہی ہے وہ محتاج بیان نہیں حتی کہ اہم ترین عبادت نماز جو بالاتفاق سب کے نزدیک ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہی، اور قیامت میں سب سے اوّل اسی کا مطالبہ ہوگا، اس سے بھی نہایت غفلت اور لاپروائی ہی، اس سے بڑھکر یہ کہ دین کی طرف متوجہ کرنے والی کوئی آواز کانوں تک نہیں پہنچتی، تبلیغ کی کوئی صورت کارگر نہیں ہوتی، تجربہ سے یہ بات خیال میں آئی ہی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کو لوگوں تک پہنچانے کی سعی کی جائے، اگرچہ اس میں بھی جو مزاحمتیں حائل ہیں وہ مجھ سے بے بضاعت کیلئے کافی ہیں، تاہم امید یہ ہی کہ جو لوگ خالی الذہن ہیں اور دین کا مقابلہ نہیں کرتے ہیں، یہ پاک الفاظ انشاء اللہ تعالیٰ اُن پر ضرور اثر کریں گے، اور کلام اور صاحب کلام کی برکت سے نفع کی توقع ہے، نیز دوسرے دوستوں کو اس میں کامیابی کی امیدیں زیادہ ہیں جن کی وجہ سے مخلصین کا اصرار بھی ہی اس لئے اس رسالہ میں صرف نماز کے متعلق چند احادیث کا ترجمہ پیش کرتا ہوں، چونکہ نفس تبلیغ کے متعلق بندۂ ناچیز کا ایک مضمون رسالہ "فضائل تبلیغ" کے نام سے شائع ہوچکا ہی، اس وجہ سے اس کو تبلیغ کا نمبر ۲ قرار دیکر "فضائل نماز" کے ساتھ موسوم کرتا ہوں، وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

نماز کے بارے میں تین قسم کے حضرات عام طور پر پائے جاتے ہیں، ایک جماعت وہ ہی جو سرے سے نماز ہی کی پرواہ نہیں کرتی، دوسرا گروہ وہ ہی جو نماز تو پڑھتا ہے مگر نماز کا اہتمام نہیں کرتا، تیسرے وہ لوگ ہیں جو نماز بھی پڑھتے ہیں اور جماعت کا اہتمام بھی کرتے ہیں، مگر لاپروائی اور بُری طرح سے پڑھتے ہیں، اس لئے اس رسالہ میں تینوں مضامین کی مناسبت سے تین باب ذکر کئے گئے ہیں، اور ہر باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات اور ان کا ترجمہ پیش کر دیا ہے، مگر ترجمہ میں وضاحت اور سہولت کا لحاظ کیا ہی، لفظی ترجمہ کی زیادہ رعایت نہیں کی، نیز چونکہ نماز کی تبلیغ کرنیوالے اکثر اہل علم بھی ہوتے ہیں اس لئے حدیث کا حوالہ اور اس کے متعلق جو مضامین اہل علم سے تعلق رکھتے تھے وہ عربی میں لکھدیئے گئے ہیں کہ عوام کو ان سے کچھ فائدہ نہیں ہی، اور تبلیغ کرنیوالے حضرات کو بسا اوقات ضرورت پڑجاتی ہی اور ترجمہ و فوائد وغیرہ اردو میں لکھدیئے گئے ہیں،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اوّل

نماز کی اہمیت کے بیان میں

اس باب میں دو فصلیں ہیں، فصل اول میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے، اور دوسری فصل میں نماز کے چھوڑنے پر جو وعید اور عتاب حدیث میں آیا ہے اس کا بیان ہے،

فصل اوّل، نماز کی فضیلت کے بیان میں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ) وقال المنذری فی الترغیب رواہ البخاری ومسلم وغیرھما عن غیر واحد من الصحابۃ،

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے، سب سے اول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کے بعد نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

ف: یہ پانچوں چیزیں ایمان کے بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاک حدیث میں بطور مثال کے اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہوتا ہے، پس کلمہ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چار ستونوں کے ہیں جو چاروں طرف کے کونوں پر ہوں، اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ لکڑی موجود ہو اور چاروں طرف کے کونوں میں کوئی بھی لکڑی نہ ہو تو خیمہ قائم تو ہو جائیگا لیکن جونسے کونے کی لکڑی نہیں ہو گی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی اس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پر خود ہی غور کر لینا چاہئے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم رکھا ہے اور اسلام کا کونسا رکن ایسا ہے جس کو ہم نے پورے طور پر سنبھال رکھا ہے؟ اسلام

کے یہ پانچوں ارکان نہایت اہم ہیں، حتیٰ کہ اسلام کی بنیاد انہی کو قرار دیا گیا ہے، اور ایک مسلمان کے لئے بحیثیت مسلمان ہونے کے ان سب کا اہتمام نہایت ضروری ہے، مگر ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کونسا ہے؟ ارشاد فرمایا نماز، میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک، میں نے عرض کیا، اس کے بعد کونسا ہے؟ ارشاد فرمایا جہاد، ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں علماء کے اس قول کی دلیل ہے کہ ایمان کے بعد سب سے مقدم نماز ہے، اس کی تائید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرُ مَوْضُوْعٍ یعنی بہترین عمل جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کیلئے مقرر فرمایا وہ نماز ہے، اھ اور احادیث میں کثرت سے یہ مضمون صاف اور صحیح حدیثوں میں نقل کیا گیا کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے، چنانچہ جامع صغیر میں حضرت ثوبانؓ ابن عمرؓ وسلمہؓ ابوامامہؓ، عبادہ رضی اللہ عنہم پانچ صحابہؓ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے، اور حضرت ابنِ مسعودؓ و انسؓ سے اپنے وقت پر نماز کا پڑھنا افضل ترین عمل نقل کیا گیا ہے، حضرت ابن عمرؓ اور اُمّ فروہؓ سے اوّل وقت نماز پڑھنا نقل کیا گیا ہے، مقصد سب کا قریب قریب ہے،

(۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِی الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ یَتَهَافَتُ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰہِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ کَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَۃِ رواہ احمد باسناد حسن کذا فی الترغیب)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتّے درختوں سے گر رہے تھے، آپؐ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی اس کے پتّے اور بھی گرنے لگے، آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے یہ پتّے درخت سے گر رہے ہیں۔

ف: سردی کے موسم میں درختوں کے پتّے اتنی کثرت سے گرتے ہیں کہ بعضے درختوں پر ایک بھی پتّہ نہیں رہتا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اخلاص سے نماز پڑھنے کا بھی اثر یہی ہے کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک بھی نہیں رہتا، مگر ایک بات قابلِ لحاظ

ہے، علماء کی تحقیق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی وجہ سے یہ ہے کہ نماز وغیرہ عبادات سے صرف گناہِ صغیرہ معاف ہوتے ہیں، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، اس لئے نماز کے ساتھ توبہ واستغفار کا اہتمام بھی کرنا چاہئے، اس سے غافل نہ ہونا چاہئے، البتہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل سے کسی کے کبیرہ گناہ معاف فرمادیں تو دوسری بات ہے،

عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ رضؓ قَالَ کُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ رضؓ تَحْتَ شَجَرَۃٍ فَاَخَذَ غُصْنًا مِّنْھَا یَابِسًا فَھَزَّہٗ حَتّٰی تَحَاتَّ وَرَقُہٗ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا عُثْمَانَ اَلَا تَسْئَلُنِیْ لِمَ اَفْعَلُ ھٰذَا قُلْتُ وَلِمَ تَفْعَلُہٗ قَالَ ھٰکَذَا فَعَلَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَہٗ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ وَاَخَذَ مِنْھَا غُصْنًا یَابِسًا فَھَزَّہٗ حَتّٰی تَحَاتَّ وَرَقُہٗ فَقَالَ یَا سَلْمَانُ اَلَا تَسْئَلُنِیْ لِمَ اَفْعَلُ ھٰذَا قُلْتُ وَلِمَ تَفْعَلُہٗ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّی الصَّلٰوۃَ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ خَطَایَاہُ کَمَا تَحَاتَّ ھٰذَا الْوَرَقُ وَقَالَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ (رواہ احمد والنسائی والطبرانی ورواۃ احمد محتج بھم فی الصحیح الاعلیٰ ابن زید کذا فی الترغیب)

(۳) ابو عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، انھوں نے اس درخت کی خشک ٹہنی پکڑ کر اس کو حرکت دی، جس سے اس کے پتّے گر گئے، پھر مجھ سے کہنے لگے کہ اے ابو عثمان تم نے مجھ سے نہ پوچھا کہ میں نے یہ کیوں کیا؟ میں نے کہا بتادیجئے کیوں کیا؟ انھوں نے کہا میں ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، آپؐ نے بھی درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑ کر اسی طرح کیا تھا، جس سے اُس ٹہنی کے پتے جھڑ گئے تھے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ سلمانؓ پوچھتے نہیں کہ میں نے اس طرح کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا کہ بتادیجئے کیوں کیا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا جب مسلمان اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اسکی خطائیں اس سے ایسی ہی گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے گرتے ہیں، پھر آپؐ نے قرآن کی ایک آیت اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ تلاوت فرمائی

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قائم کر نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور رات کے کچھ حصّوں میں، بیشک نیکیاں دور کردیتی ہیں گناہوں کو، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے"

ف: حضرت سلمانؓ نے جو عمل کر کے دکھایا، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے تعشق کی ادنیٰ مثال ہے، جب کسی شخص کو کسی سے عشق ہوتا ہے، اس کی ہر ادا بھاتی ہے، اور اسی طرح ہر کام کے کرنے کو جی چاہا کرتا ہے جس طرح محبوب کو کرتے دیکھتا ہے، جو لوگ محبت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نقل کرنے میں اکثر ان افعال کو بھی نقل کرتے تھے جو اس ارشاد کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے، نماز کا اہتمام اور اس کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا جس کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے اس کا احاطہ دشوار ہے، پہلے بھی متعدد روایات میں یہ مضمون گذر چکا ہے، علماء نے اس کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسا پہلے معلوم ہو چکا، مگر احادیث میں صغیرہ کبیرہ کی کچھ قید نہیں ہے مطلق گناہوں کا ذکر ہے، میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم کے وقت اس کی دو ۲ وجہیں ارشاد فرمائی تھیں، ایک یہ کہ مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ اس کے ذمہ کوئی کبیرہ ہو، اول تو اس سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ہی مشکل ہے، اور اگر ہو بھی گیا تو بغیر توبہ کے اس کو چین آنا مشکل ہے، مسلمان کی اسلامی شان کا مقتضا یہ ہے کہ جب اس سے کبیرہ صادر ہو جائے تو اتنی رو پیٹ کر اس کو دھو نہ لے اس کو چین نہ آئے، البتہ صغیرہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کی طرف بسا اوقات التفات نہیں ہوتا ہے اور وہ ذمہ پر رہ جاتے ہیں جو نماز وغیرہ سے معاف ہو جاتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ جو شخص اخلاص سے نماز پڑھے گا اور آداب و مستحبات کی رعایت رکھے گا اور وہ خود ہی نہ معلوم کتنی مرتبہ توبہ و استغفار کریگا اور نماز میں التحیات کی اخیر دعا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ میں تو توبہ و استغفار خود ہی موجود ہے، ان روایات میں وضو کو بھی اچھی طرح سے کرنے کا حکم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ان آداب اور مستحبات کی تحقیق کر کے ان کا اہتمام کرے، مثلاً ایک سنت اس کی مسواک ہی ہے جس کی طرف سے عام طور پر بے توجہی ہے، حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر درجہ افضل ہے،

ایک حدیث میں وارد ہے کہ مسواک کا اہتمام کیا کرو اس میں دس فائدے ہیں:

(۱) منہ کو صاف کرتی ہے (۲) اللہ کی رضا کا سبب ہے (۳) شیطان کو غصہ دلاتی ہے، (۴) مسواک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں (۵) مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے (۶) بلغم کو قطع کرتی ہے (۷) منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے (۸) صفرا کو دور کرتی ہے (۹) نگاہ کو تیز کرتی ہے (۱۰) منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے، اور ان سب کے علاوہ

یہ ہو کہ سنت ہو (منہات ابن حجر) علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھنا نصیب ہوتا ہے، اور اس کے بالمقابل افیون کھانے میں ستر مضرتیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہو کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا، اچھی طرح وضو کرنے کے فضائل احادیث میں بڑی کثرت سے آئے ہیں وضو کے اعضاء قیامت میں روشن اور چمکدار ہوں گے، اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اپنے امتی کو پہچان جائیں گے،

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالُوْا لَا یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قَالَ فَکَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا، (رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی ورواہ ابن ماجۃ من حدیث عثمان کذا فی الترغیب)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا بتاؤ کہ اگر کسی شخص کے دروازہ پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہیگا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہیگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ جل شانہ اُن کی وجہ سے گناہوں کو زائل کردیتے ہیں“

(۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ صَلَوَاتِ الْخَمْسِ کَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰی بَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ: (رواہ مسلم کذا فی الترغیب)

”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس کا پانی جاری ہو اور بہت گہرا ہو اس میں روزانہ پانچ دفعہ غسل کرے“

ف: جاری پانی گندگی وغیرہ سے پاک ہوتا ہے۔ اور پانی جتنا بھی گہرا ہوگا اتنا ہی صاف شفاف ہوگا، اسی لئے اس حدیث میں اس کا جاری ہونا اور گہرا ہونا فرمایا گیا ہے، اور جتنے صاف پانی سے آدمی غسل کریگا اتنی ہی صفائی بدن پر آئے گی۔ اسی طرح نمازوں کی وجہ سے اگر آداب کی رعایت رکھتے ہوئے پڑھی جائیں تو گناہوں سے صفائی حاصل ہوتی ہے،

جس قسم کا مضمون ان دو حدیثوں میں ارشاد ہوا ہے اس قسم کا مضمون کئی حدیثوں میں مختلف صحابہؓ سے مختلف الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل

کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پانچوں نمازیں درمیانی اوقات کے لئے کفارہ ہیں یعنی ایک نماز سے دوسری نماز تک جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ نماز کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مثلاً ایک شخص کا کوئی کارخانہ ہے جس میں وہ کچھ کاروبار کرتا ہے اور جس کی وجہ سے اس کے بدن پر کچھ گرد و غبار اور میل کچیل لگ جاتا ہے اور اس کے کارخانے اور مکان کے درمیان میں پانچ نہریں پڑتی ہیں، جب وہ کارخانے سے گھر جاتا ہے تو نہر پر غسل کرتا ہے، اسی طرح سے پانچوں نمازوں کا حال ہے کہ جب کبھی درمیانی اوقات میں کچھ خطا و لغزش وغیرہ ہو جاتی ہے تو نمازوں میں دعا و استغفار کرنے سے اللہ جل شانہ بالکل اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود اس قسم کی مثالوں سے اس امر کا سمجھا دینا ہے کہ اللہ جل شانہ نے نماز کو گناہوں کی معافی میں بہت قوی تاثیر عطا فرمائی ہے، اور چونکہ مثال سے بات ذرا اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے، اس لئے مختلف مثالوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو واضح فرما دیا ہے، کہ اللہ جل شانہ کی اس رحمت اور وسعتِ مغفرت اور لطف و انعام اور کرم سے ہم لوگ فائدہ نہ اٹھائیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں، ہم لوگ گناہ کرتے ہیں، نافرمانیاں کرتے ہیں، حکم عدولیاں کرتے ہیں، تعمیلِ ارشاد میں کوتاہیاں کرتے ہیں، اس کا مقتضایہ تھا کہ قادر و عادل بادشاہ کے ہاں ضرور سزا ہوتی اور اپنے کئے کو ضرور بھگتتے۔ مگر اللہ کے کرم کے قربان کہ جس نے اپنی نافرمانیاں اور حکم عدولیاں کرنے کی تلافی کا طریقہ بھی بتا دیا، اگر ہم اس سے نفع حاصل نہ کریں تو ہماری حماقت ہے، حق تعالیٰ شانہ کی رحمت اور لطف تو عطا کے واسطے بہانے ڈھونڈتے ہیں،

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص سوتے ہوئے یہ ارادہ کرے کہ تہجد پڑھوں گا اور اس کی آنکھ نہ کھلے تو اس کا ثواب اس کو ملے گا، اور سونا مفت میں رہا، کیا ٹھکانا ہے اللہ کی دین اور عطا کا، اور جو کریم اس طرح عطا کرتا ہو اس سے نہ لینا کتنی سخت محرومی اور کتنا زبردست نقصان ہے،

(۵) عَنْ حُذَيْفَةَ رضـ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ فَزِعَ إِلَى الصَّلٰوةِ (اخرجه احمد وابوداؤد وابن جرير كذا في در المنثور)

حضرت حذیفہ رضـ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا تو نماز کی طرف فوراً متوجہ ہوتے تھے۔

ف ، نماز اللہ کی بڑی رحمت ہے، اس لئے ہر پریشانی کے وقت میں ادھر متوجہ ہو جانا گویا اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہو جانا ہے، اور جب رحمتِ الٰہی مساعد و مددگار ہو تو پھر کیا مجال ہے کسی پریشانی کی کہ باقی رہے، بہت سی روایتوں میں مختلف طور سے یہ مضمون وارد ہوا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو ہر قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع فرمانے والے ہیں اُن کے حالات میں بھی یہ چیز نقل کی گئی ہے، حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ جب آندھی چلتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فوراً مسجد میں تشریف لیجاتے تھے، اور جب تک آندھی بند نہ ہو جاتی مسجد سے نہ نکلتے، اسی طرح جب سورج یا چاند گرہن ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے،

حضرت صہیبؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سفر میں تھے۔ راستہ میں اطلاع ملی کہ بیٹے کا انتقال ہو گیا، اونٹ سے اُترے، دو رکعت نماز پڑھی پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا، اور پھر فرمایا کہ ہم نے وہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے، اور قرآن پاک کی آیت وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ تلاوت کی، ایک اور قصہ اسی قسم کا نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں اُن کے بھائی قثم کے انتقال کی خبر ملی، راستہ سے ایک طرف کو ہو کر اونٹ سے اُترے دو رکعت نماز پڑھی اور التحیات میں بہت دیر تک دعائیں پڑھتے رہے، اس کے بعد اُٹھے اور اونٹ پر سوار ہوئے اور قرآن پاک کی آیت وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ تلاوت فرمائی، (ترجمہ) "اور مدد حاصل کرو صبر کے ساتھ اور نماز کے ساتھ اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے اُن پر کچھ دشوار نہیں "، خشوع کا بیان تیسرے باب میں مفصل آرہا ہے، انہی کا ایک اور قصہ ہے کہ ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کے انتقال کی خبر ملی تو سجدہ میں گر گئے، کسی نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تھی؟ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہی ارشاد ہے کہ جب کوئی حادثہ دیکھو تو سجدہ میں (یعنی نماز میں) مشغول ہو جاؤ، اس سے بڑا حادثہ اور کیا ہوگا کہ ام المؤمنینؓ کا انتقال ہو گیا (ابوداؤد)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو جو لوگ وہاں موجود تھے اُن سے فرمایا کہ میں ہر شخص کو اس سے روکتا ہوں کہ وہ مجھے روئے اور جب میری رُوح نکل جائے تو ہر شخص وضو کرے اور اچھی طرح سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے وضو کرے پھر مسجد

میں جائے اور نماز پڑھ کر میرے واسطے استغفار کرے اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کا حکم فرمایا ہے، اس کے بعد مجھے قبر کے گڑھے میں پہنچا دینا،

حضرت اُمّ کلثوم رضؓ کے خاوند حضرت عبد الرحمٰن رضؓ بیمار تھے اور ایک دفعہ ایسی سکتہ کی سی حالت طاری ہوگئی کہ سب نے انتقال ہو جانا تجویز کر لیا، حضرت اُمّ کلثوم رضؓ اٹھیں اور نماز کی نیت باندھ لی، نماز سے فارغ ہوئیں تو حضرت عبد الرحمٰن رضؓ کو بھی افاقہ ہوا، لوگوں سے پوچھا کیا میری حالت موت کی سی ہوگئی تھی؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ چلو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں تمہارا فیصلہ ہوتا ہے، وہ مجھے لے جانے لگے تو ایک تیسرے فرشتے آئے اور ان دونوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی قسمت میں سعادت اسی وقت لکھی گئی تھی جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے اور ابھی ان کی اولاد کو ان سے اور فوائد حاصل کرنے ہیں، اس کے بعد ایک مہینہ تک حضرت عبد الرحمٰن رضؓ زندہ رہے پھر انتقال ہوا،

حضرت نضر رحؒ کہتے ہیں کہ دن میں ایک مرتبہ سخت اندھیرا ہو گیا، میں دوڑا ہوا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کبھی ایسی نوبت آئی ہے؟ انھوں نے فرمایا خدا کی پناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ذرا بھی ہوا تیز چلتی تھی تو ہم سب مسجدوں کو دوڑ جاتے تھے کہ کہیں قیامت تو نہیں آگئی،

عبد اللہ بن سلام رضؓ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر کسی قسم کی تنگی پیش آتی تو ان کو نماز کا حکم فرمایا کرتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرماتے: وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا الآیۃ ترجمہ: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے ہم آپ سے روزی کموانا نہیں چاہتے، روزی تو آپکو ہم دیں گے"، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو کوئی بھی ضرورت پیش آئے دینی ہو یا دنیوی، اس کا تعلق مالک سے ہو یا کسی آدمی سے اس کو چاہئے کہ بہت اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جل شانہ کی حمد و ثناء کرے اور پھر درود شریف پڑھے اس کے بعد یہ دعا پڑھے تو انشاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی، دعا یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

وَلَاهَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَاحَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

وہب بن منبہ رحؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے حاجتیں نماز کے ذریعہ طلب کی جاتی ہیں، اور پہلے لوگوں کو جب کوئی حادثہ پیش آتا تھا وہ نماز ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے، جس پر کوئی حادثہ گزرتا وہ جلدی سے نماز کی طرف رجوع کرتا، کہتے ہیں کوفہ میں ایک قُلی تھا، جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا، امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لیجاتا، ایک مرتبہ وہ سفر میں جارہا تھا، راستہ میں ایک شخص اس کو ملا، پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ قلی نے کہا فلاں شہر کا، وہ کہنے لگا، کہ مجھے بھی جانا ہے، میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا، کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کرلے، قلی نے اس کو منظور کرلیا، وہ سوار ہوگیا، راستہ میں ایک دوراہہ ملا، سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہئے؟ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا، سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے، اور جانور کے لئے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہی، قلی نے کہا میں نے یہ راستہ دیکھا نہیں، سوار نے کہا کہ میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں، قلی نے کہا اچھی بات ہے، اسی راستے پر چلئے، تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشتناک جنگل پر ختم ہوگیا، جہاں بہت سے مُردے پڑے تھے، وہ شخص سواری سے اُترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کا ارادہ کیا، قلی نے کہا ایسا نہ کر یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے، یہی تیرا مقصود ہے، مجھے قتل نہ کر، اُس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا، پھر سب کچھ لوں گا، اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک نہ مانی، قلی نے کہا بہت اچھا، مجھے دو ۲ رکعت آخری نماز پڑھنے دے اس نے قبول کیا اور ہنسکر کہا جلدی سے پڑھ لے، ان مُردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی، مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا، اس قلی نے نماز شروع کی، الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی، اُدھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی کر، بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی: اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (الآیۃ) یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا، اُس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا، جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اُٹھنے لگے یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا، اللہ کا شکر ادا کیا، نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتادو کہ تم کون ہو کیسے آئے؟ اس نے کہا کہ میں

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ کا غلام ہوں، اب تم مامون ہو جہاں چاہے جاؤ، یہ کہکر چلا گیا، درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہو کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکونِ قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے، ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیدیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا اس لئے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو بڑا قابلِ رشک ہو وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو، روزی صرف گزارے کے قابل ہو جس پر صبر کرے اور عمر گزار دے، اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گمنامی میں پڑا ہو، جلدی سے مرجاوے نہ میراث زیادہ ہو، نہ رونے والے زیادہ ہوں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو، گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا،

(۶) عَنْ اَبِیْ مُسْلِمِنِ التَّغْلَبِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ اُمَامَةَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ یَا اَبَا اُمَامَةَ اِنَّ رَجُلًا حَدَّثَنِیْ عَنْكَ اَنَّكَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ غَسَلَ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ ثُمَّ قَامَ اِلٰی صَلٰوةٍ مَفْرُوْضَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مَا مَشَتْ اِلَیْهِ رِجْلَاهُ وَقَبَضَتْ عَلَیْهِ یَدَاهُ وَسَمِعَتْ اِلَیْهِ اُذُنَاهُ وَنَظَرَتْ اِلَیْهِ عَیْنَاهُ وَحَدَّثَ بِهٖ نَفْسُهٗ مِنْ سُوْءٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا۔

رواہ احمد والغالب علی سندہ الحسن وتقدم لہ شواھد فی الوضوء کذا فی

"ابو مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوامامہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ مسجد میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے یعنی دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور چہرہ دھوئے اور سر کا اور دونوں کانوں کا مسح کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہٗ اس دن کے وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اُن کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جن اُن کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئی ہوں سب معاف فرما دیتے ہیں، حضرت ابوامامہؓ

الترغیب قلت وقد روی معنی الحدیث عن ابی امامۃ بطرق فی مجمع الزوائد؛

نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی دفعہ سُنا ہے "

ف: یہ مضمون بھی کئی صحابہؓ سے نقل کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت عثمانؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ صنابحیؓ، حضرت عمرو بن عنبسہؓ وغیرہ حضرات سے مختلف الفاظ کے ساتھ متعدد روایات میں ذکر کیا گیا ہے، اور جو حضرات اہل کشف ہوتے ہیں اُن کو گناہوں کا زائل ہونا محسوس بھی ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرمالیتے تھے کہ کونسا گناہ اس میں دُھل رہا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اس بات سے مغرور نہیں ہونا چاہئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گھمنڈ پر کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں گناہوں پر جرأت نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ ہم لوگوں کی نماز اور عبادات جیسی ہوتی ہیں ان کو اگر حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے لطف و کرم سے قبول فرمالیں تو ان کا لطف و احسان و انعام ہے، ورنہ ہماری عبادتوں کی حقیقت ہمیں خوب معلوم ہے، اگرچہ نماز کا یہ اثر ضرور ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں، مگر ہماری نماز بھی اس قابل ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس وجہ سے گناہ کرنا کہ میرا مالک کریم ہے معاف کرنیوالا ہے انتہائی بے غیرتی ہے، اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اپنے بیٹوں سے جو فلاں کام کریں درگزر کرتا ہوں تو وہ نالائق بیٹے اس وجہ سے کہ باپ نے درگذر کرنے کو کہدیا ہے جان جان کر اس کی نافرمانیاں کریں۔

(۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضـ قَالَ کَانَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ حَیٍّ مِّنْ قُضَاعَةَ اَسْلَمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتُشْهِدَ اَحَدُهُمَا وَاُخِّرَ الْاٰخَرُ سَنَةً قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ فَرَاَیْتُ الْمُؤَخَّرَ مِنْهُمَا اُدْخِلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الشَّهِیْدِ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَاَصْبَحْتُ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک قبیلہ قضاعہ کے دو صحابی ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا، میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو گئے، تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے وہ پہلے

اَوْ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلَیْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَہٗ رَمَضَانَ وَصَلّٰی سِتَّةَ اٰلَافِ رَکْعَةٍ وَّ کَذَا وَکَذَا رَکْعَةً صَلٰوةَ سَنَةٍ، رواہ احمد باسناد حسن ورواہ ابن ماجة وابن حبان فی صحیحہ والبیہقی کلھم عن طلحة بنحوہ وزاد ابن ماجة و ابن حبان فی اٰخرہ فما بینھما اطول

جنت میں داخل ہوتے ، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خود عرض کیا یا کسی اور نے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہوگئیں، ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی اُن کے زیادہ ہوئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں اُن کی بڑھ گئیں ؛

مابین السماء والارض کذا فی الترغیب ولفظ احمد فی النسخة التی بایدینا او کذا وکذا رکعة بلفظ او وفی الدر اخرجہ مالك واحمد والنسائی وابن خزیمة والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَّنَاسًا مِّنَ الصَّحَابَةِ یَقُوْلُوْنَ کَانَ رَجُلَانِ اَخَوَانِ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اَحَدُھُمَا اَفْضَلَ مِنَ الْاٰخَرِ فَتُوُفِّیَ الَّذِیْ ھُوَ اَفْضَلُھُمَا ثُمَّ عُمِّرَ الْاٰخَرُ بَعْدَہٗ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً، (الحدیث) وقد اخرج ابوداؤد وبمعنی حدیث الباب من حدیث عبید ابن خالد بلفظ قتل احدھما ومات الاٰخر بعدہ بجمعة الحدیث،

ف: اگر ایک سال کے تمام مہینے انتیس ۲۹ دن کے لگائے جائیں اور صرف فرض اور وتر کی بیس ۲۰ رکعتیں شمار کی جائیں تب بھی چھ ہزار نو سو ساٹھ رکعتیں ہوتی ہیں، اور جتنے مہینے تیس ۳۰ دن کے ہوں گے بیس بیس رکعتوں کا اضافہ ہوتا رہے گا، اور سنتیں اور نوافل بھی شمار کی جائیں تو کیا ہی پوچھنا، ابن ماجہ میں یہ قصہ اور بھی مفصل آیا ہے، اس میں حضرت طلحہؓ جو خواب دیکھنے والے ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو ۲ آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ساتھ آئے اور اکٹھے ہی مسلمان ہوئے، ایک صاحب بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے تھے وہ ایک لڑائی میں شہید ہوگئے، اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں، اور دونوں صاحب وہاں ہیں، اندر سے ایک شخص آئے، اور ان صاحب کو جن کا ایک سال بعد

انتقال ہوا تھا اندر جانے کی اجازت ہوگئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ کھڑے رہ گئے تھوڑی دیر بعد پھر اندر سے ایک شخص آئے اور اُن شہید کو بھی اجازت ہوگئی، اور مجھ سے یہ کہا کہ تمھارا ابھی وقت نہیں آیا، تم واپس چلے جاؤ، میں نے صبح کو لوگوں سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا، سب کو اس پر تعجب ہوا کہ شہید کو بعد میں کیوں اجازت ہوئی، ان کو تو پہلے ہی ہونی چاہئے تھی، آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ شہید بھی ہوئے اور بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے بھی تھے، اور جنت میں یہ دوسرے صاحب پہلے داخل ہوگئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا انھوں نے ایک سال زیادہ عبادت نہیں کی؟ عرض کیا بیشک کی، ارشاد فرمایا کیا انھوں نے پورے ایک رمضان کے روزے ان سے زیادہ نہیں رکھے؟ عرض کیا گیا بیشک رکھے، ارشاد فرمایا کیا انھوں نے اتنے اتنے سجدے ایک سال کی نمازوں کے زیادہ نہیں کئے؟ عرض کیا گیا بیشک کئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو ان دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہوگیا،

اس نوع کے کئی قصے کئی لوگوں کے ساتھ پیش آئے، ابوداؤد شریف میں دو صحابہؓ کا قصہ اسی قسم کا صرف آٹھ دن کے فرق سے ذکر کیا گیا ہے، کہ دوسرے صاحب کا انتقال ایک ہفتہ بعد ہوا، پھر بھی وہ جنت میں پہلے داخل ہوگئے، حقیقت میں ہم لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ نماز کتنی قیمتی چیز ہے، آخر کوئی تو بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھنڈک جو انتہائی محبت کی علامت ہے معمولی چیز نہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو بھائی تھے، ان میں سے ایک چالیس روز پہلے انتقال کرگئے، دوسرے بھائی کا چالیس روز بعد انتقال ہوا، پہلے بھائی زیادہ بزرگ تھے، لوگوں نے ان کو بڑھانا شروع کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا دوسرے بھائی مسلمان نہ تھے؟ صحابہؓ نے عرض کیا بے شک مسلمان تھے، مگر معمولی درجہ کے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہیں کیا معلوم کہ ان چالیس دن کی نمازوں نے ان کو کس درجہ تک پہنچا دیا ہے، نماز کی مثال ایک میٹھی اور گہری نہر کی سی ہے جو دروازے پر

جاری ہو اور آدمی پانچ دفعہ اس میں نہاتا ہو تو اس کے بدن پر کیا میل رہ سکتا ہے، اس کے بعد پھر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھیں کیا معلوم کہ اس کی نمازوں نے جو بعد میں پڑھی گئیں اس کو کس درجہ تک پہنچا دیا ہے[۱]

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَيَقُوْلُ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ قُوْمُوْا فَاَطْفِئُوْا مَآ اَوْقَدْتُّمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ فَيُغْفَرُ لَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَيَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِىْ خَيْرٍ فَمُدْلِجٌ فِىْ شَرٍّ (رواہ الطبرانی فی الکبیر کذا فی الترغیب)

(۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ، چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں، ظہر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے، اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اندھیری میں بعض لوگ بُرائیوں (زناکاری، بدکاری، چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں، اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔

ف: حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے یہ مضمون آیا ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ اپنے لطف سے نماز کی بدولت گناہوں کو معاف فرماتے ہیں، اور نماز میں چونکہ استغفار خود موجود ہے جیسا کہ اوپر گذرا، اس لئے صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ دل سے گناہوں پر ندامت ہو، خود حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ، جیسا کہ حدیث ۲ میں گذرا، حضرت سلمانؓ ایک بڑے مشہور صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب عشاء کی نماز ہو لیتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں، ایک وہ جماعت ہے جس کے لئے یہ رات

[۱] قال المنذری رواہ مالک واللفظ لہ واحمد باسناد حسن والنسائی وابن خزیمۃ فی صحیحہ)

نعمت ہی اور کمائی ہے اور بھلائی ہے، یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جب لوگ اپنی اپنی راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں انکی رات اُن کے لئے اجر و ثواب بن جاتی ہے، دوسری وہ جماعت ہے جس کیلئے رات وبال ہی عذاب ہی، یہ وہ جماعت ہے، جو رات کی تنہائی اور فرصت کو غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے، اُن کی رات اُن پر وبال بن جاتی ہے، تیسری وہ جماعت ہی جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے، اس کے لئے نہ وبال ہے نہ کمائی، نہ کچھ گیا نہ آیا، (در منثور)

(۹) عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ بْنِ رِبْعِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِنِّیْ اِفْتَرَضْتُ عَلٰی اُمَّتِکَ خَمْسَ صَلٰوۃٍ وَّعَھِدْتُّ عِنْدِیْ عَھْدًا اَنَّہٗ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھِنَّ لِوَقْتِھِنَّ اَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ فِیْ عَھْدِیْ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھِنَّ فَلَا عَھْدَ لَہٗ عِنْدِیْ، (کذا فی الدر المنثور بروایۃ ابی داؤد و النسائی وفیہ ایضاً اخرج مالک وابن ابی شیبۃ واحمد وابی داؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والبیہقی عن عبادۃ بن الصامت فذکر معنی حدیث الباب مرفوعاً باطول منہ،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اور اس کا میں نے اپنے لئے عہد کر لیا ہی کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا، اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں "

ف: ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون اور وضاحت سے آیا ہے، کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو شخص ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے، اچھی طرح وضو کرے اور وقت پر ادا کرے، خشوع خضوع سے پڑھے، حق تعالیٰ شانہٗ کا عہد ہے کہ اسکو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے، اور جو شخص ایسا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں، چاہے اس کی مغفرت فرمائیں چاہے عذاب دیں، کتنی بڑی فضیلت ہی نماز کی، کہ اس کے اہتمام سے اللہ کے عہد میں اور ذمہ داری میں آدمی داخل ہو جاتا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی معمولی سا حاکم یا دولتمند کسی شخص کو اطمینان دلا دے یا کسی مطالبہ کا ذمہ دار ہو جائے یا کسی قسم کی ضمانت کر لے تو وہ کتنا مطمئن اور خوش ہوتا ہے، اور اس حاکم کا کس قدر احسان مند اور گرویدہ بن جاتا ہے، یہاں ایک معمولی عبادت پر جس میں کچھ مشقت بھی نہیں ہے

مالک الملک، دو جہاں کا بادشاہ عہد کرتا ہے پھر بھی لوگ اس چیز سے غفلت اور لاپرواہی کرتے ہیں، اس میں کسی کا کیا نقصان ہے، اپنی ہی کم نصیبی اور اپنا ہی ضرر ہے،

(۱۰) عَنِ ابْنِ سَلْمَانَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَہٗ قَالَ لَمَّا فَتَحْنَا خَیْبَرَ اَخْرَجُوْا غَنَائِمَھُمْ مِنَ الْمَتَاعِ وَالسَّبْیِ فَجَعَلَ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ غَنَائِمَھُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا مَّا رَبِحَ الْیَوْمَ مِثْلَہٗ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ الْوَادِیْ قَالَ وَیْحَکَ وَمَا رَبِحْتَ؟ قَالَ مَازِلْتُ اَبِیْعُ وَاَبْتَاعُ حَتّٰی رَبِحْتُ ثَلٰثَمِائَۃِ اُوْقِیَۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اُنَبِّئُکَ بِخَیْرِ رَجُلٍ رَبِحَ قَالَ مَاھُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ، (اخرجہ ابوداؤد وسکت عنہ المنذری)

ایک صحابی رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ لڑائی میں جب خیبر کو فتح کر چکے تو لوگوں نے اپنے مالِ غنیمت کو نکالا جس میں متفرق سامان تھا، اور قیدی تھے اور خرید و فروخت شروع ہوگئی (کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا دوسری زائد چیزیں فروخت کرنے لگا) اتنے میں ایک صحابی رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے آج کی اس تجارت میں اس قدر نفع ہوا کہ ساری جماعت میں سے کسی کو بھی اتنا نفع نہیں مل سکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے پوچھا کہ کتنا کمایا؟ انھوں نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سامان خریدتا رہا اور بیچتا رہا جس میں تین سو اوقیہ چاندی نفع میں بچی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمھیں بہترین نفع کی چیز بتاؤں؟ انھوں نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ضرور بتائیں، ارشاد فرمایا کہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل،

ف: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم تقریباً چار آنہ کا، تو اس حساب سے تین ہزار روپیہ ہوا جس کے مقابلہ میں دو جہاں کے بادشاہ کا ارشاد ہے کہ یہ کیا نفع ہوا حقیقی نفع وہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والا اور کبھی نہ ختم ہونے والا ہے، اگر حقیقت میں ہم لوگوں کے ایمان ایسے ہی ہو جائیں اور دو رکعت نماز کے مقابلہ میں تین ہزار روپے کی وقعت نہ رہی تو پھر واقعی زندگی کا لطف ہے، اور حق یہ ہے کہ نماز ہے ہی ایسی دولت، اسی وجہ سے حضورِ اقدس سید البشر فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک

نماز میں تبلائی ہے، اور وصال کے وقت آخری وصیت جو فرمائی ہے اس میں نماز کے اہتمام کا حکم فرمایا ہو (کنز الاعمال) متعدد حدیثوں میں اس کی وصیت مذکور ہے منجملہ اُن کے حضرت اُم سلمہؓ کہتی ہیں کہ آخری وقت میں جب زبانِ مبارک سے پورے لفظ نہیں نکل سکتے تھے اس وقت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تاکید فرمائی تھی، حضرت علیؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ آخری کلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کی تاکید اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم تھا (جامع صغیر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک مرتبہ جہاد کے لئے لشکر بھیجا، جو بہت ہی جلدی واپس لوٹ آیا، اور ساتھ ہی بہت سارا مالِ غنیمت لیکر آیا، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی ذرا سی مدت میں اتنی بڑی کامیابی اور مال و دولت کے ساتھ واپس آگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں اس مال سے بہت زیادہ غنیمت اور دولت کمانے والی جماعت بتاؤں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں جماعت میں شریک ہوں، اور آفتاب نکلنے تک اسی جگہ بیٹھے رہیں، آفتاب نکلنے کے بعد (جب مکروہ وقت جو تقریباً بیس منٹ رہتا ہے نکل جائے) تو دو رکعت (اشراق کی) نماز پڑھیں، یہ لوگ بہت تھوڑے سے وقت میں بہت زیادہ دولت کمانے والے ہیں، حضرت شقیق بلخی رحؒ مشہور صوفی اور بزرگ ہیں، فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں اُن کو پانچ جگہ پایا (۱) روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی، (۲) اور قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی (۳) منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو قرأت میں پایا (۴) اور پل صراط کا سہولت سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا (۵) اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا (نزہۃ المجالس) حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت ہی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں اُن سب کا احاطہ کرنا مشکل ہی ہے تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے:-

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے میری اُمت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی، اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا، (۲) نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو (۳) آدمی اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے (۴) اسلام کی علامت نماز ہے، جو شخص دل کو فارغ کر کے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے، وہ مؤمن ہے (۵) حق تعالیٰ شانہٗ نے کوئی چیز ایمان اور نماز سے افضل فرض نہیں کی، اگر اس سے افضل کسی اور چیز کو فرض کرتے تو فرشتوں کو اس کا حکم دیتے، فرشتے دن رات کوئی رکوع میں ہے کوئی سجدے میں (۶) نماز

دین کا ستون ہے (۷) نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے (۸) نماز مومن کا نور ہے (۹) نماز افضل جہاد ہے (۱۰) جب آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی طرف پوری توجہ فرماتے ہیں، جب وہ نماز سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی توجہ ہٹا لیتے ہیں (۱۱) جب کوئی آفت آسمان سے اُترتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے (۱۲) اگر آدمی کسی وجہ سے جہنم میں جاتا ہے تو اس کی آگ سجدہ کی جگہ کو نہیں کھاتی (۱۳) اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام فرما دیا ہے (۱۴) سب سے زیادہ پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ نماز ہے جو وقت پر پڑھی جائے (۱۵) اللہ جل شانہٗ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھیں کہ پیشانی زمین سے رگڑ رہا ہے (۱۶) اللہ جل شانہٗ کے ساتھ آدمی کو سب سے زیادہ قرب سجدہ میں ہوتا ہے، (۱۷) جنت کی کنجیاں نماز ہیں (۱۸) جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ جل شانہٗ کے اور اس نمازی کے درمیان کے پردے ہٹ جاتے ہیں جب تک کہ کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو (۱۹) نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکاتا ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ دروازہ کھٹکاتا ہی رہے تو ہی کھلتا ہے (۲۰) نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا درجہ ہے بدن میں (۲۱) نماز دل کا نور ہے، جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے (نماز کے ذریعہ سے) بنالے (۲۲) جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع و خضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ شانہٗ معاف فرما دیتے ہیں (۲۳) زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے (۲۴) جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ وہ دعا قبول فرما لیتے ہیں، خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتے ہیں (۲۵) جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جسکو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے (۲۶) جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ جل شانہٗ کے یہاں ایک مقبول دُعا اس کی ہو جاتی ہے (۲۷) جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے، اُن کے رکوع و سجود اور وضو وغیرہ اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے (۲۸) مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے، اور جب نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے، اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے (۲۹) سب سے

افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے (۳۰) نماز ہر متقی کی قربانی ہے (۳۱) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نماز کو اول وقت پڑھنا ہے (۳۲) صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے، اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے، (۳۳) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہی جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا (۳۴) ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں (۳۵) جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے (۳۶) افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے، مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں (۳۷) میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے، اور جس سے چاہیں محبت کریں آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے، اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں (بھلا یا بُرا) اس کا بدلہ ضرور ملے گا، اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغنا ہی (۳۸) اخیر رات کی دو رکعتیں تمام دنیا سے افضل ہیں، اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اُمت پر فرض کر دیتا (۳۹) تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہی، تہجد گناہوں سے روکتا ہے، اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے، اس سے بدن کی تندرستی بھی ہوتی ہے (۴۰) حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ اے آدم کی اولاد تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن، میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا،

حدیث کی کتابوں میں بہت کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں، چالیس کے عدد کی رعایت سے اتنے پر کفایت کی گئی کہ اگر کوئی شخص ان کو حفظ یاد کرلے تو چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت حاصل کرے گا، حق یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہی کہ اس کی قدر وہی کر سکتا ہے جسکو اللہ جل شانہٗ نے اس کا مزہ چکھادیا ہو، اسی دولت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھ کی ٹھنڈک اس میں فرمائی، اور اسی لذت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ نماز ہی میں گزار دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی، اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی، متعدد احادیث میں ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) نقل کیا گیا اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي الصَّلٰوۃِ، نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو" حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے، ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک

رات مسجدِ نبوی پر گذرا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، مجھے بھی شوق ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے، میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کر دیں گے، مگر جب وہ گذر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے سوچا کہ دو سو پر رکوع کریں گے، مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورۃ کے ختم ہی پر کریں گے، جب سورۃ ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ پڑھا، اور سورۂ آلِ عمران شروع کر دی، میں سوچ میں پڑ گیا، آخر میں نے خیال کیا کہ آخر اس کے ختم پر تو رکوع کریں گے ہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ختم فرمایا اور تین مرتبہ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ پڑھا، اور سورۂ مائدہ شروع کر دی، اس کو ختم کر کے رکوع کیا، اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھتے رہے، اور اس کیساتھ کچھ اور بھی پڑھتے تھے، جو سمجھ میں نہیں آیا، اس کے بعد اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى بھی پڑھتے رہے اس کے ساتھ بھی کچھ پڑھتے تھے، اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ انعام شروع کر دی، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کی ہمت نہ کر سکا، اور مجبور ہو کر چلا آیا، پہلی رکعت میں تقریباً پانچ پارے ہوئے، اور پھر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے پڑھتے تھے، ایسی صورت میں کتنی لانبی رکعت ہوئی ہوگی، انہی وجوہ سے آپ کے پاؤں پر نماز پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا، مگر جس چیز کی لذت دل میں اُتر جاتی ہے، اس میں مشقت اور تکلیف دشوار نہیں ہوتی ابو اسحاق سبیعیؒ مشہور محدث ہیں، سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا، اس پر افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا، دو رکعتوں میں صرف دو سورتیں سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا (تہذیب التہذیب) یہ دو سورتیں بھی پونے چار پاروں کی ہیں، محمد بن سماکؒ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا، اس کے ایک لڑکا تھا، جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز میں اور شوقیہ اشعار کے پڑھنے میں مشغول رہتا تھا، وہ سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا، اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اس کو ذرا سمجھاؤ، میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا وہ سامنے سے گذرا، میں نے اس کو بلایا، وہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، میں نے کہنا شروع ہی کیا تھا، کہ وہ کہنے لگا، چچا، شاید آپ محنت کی کمی کا مشورہ دیں گے، چچا جان! میں نے اس محلہ کے لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے، انھوں نے

کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلالئے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے ساتھ گئے ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا، میرا عمل دن میں دو بار اُن پر ظاہر ہوتا ہوگا وہ کیا کہیں گے، جب اُس میں کوتاہی پائیں گے، چچا جان ان جوانوں نے بڑے بڑے مجاہدے کئے وہ اُنکی محنتیں بیان کرنے لگا، جن کو سُن کر ہم لوگ متحیر رہ گئے، اس کے بعد وہ لڑکا اُٹھ کر چلا گیا، تیسرے دن سُنا کہ وہ بھی رخصت ہوگیا، رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ (نزہۃ)

اَب بھی اس گئے گذرے زمانے میں اللہ کے بندے ایسے دیکھے جاتے ہیں جو رات کا اکثر حصہ نماز میں گذار دیتے ہیں اور دن میں دین کے دوسرے کاموں تبلیغ و تعلیم میں منہمک رہتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی رح کے نام نامی سے کون شخص ہندوستان میں ناواقف ہوگا، ان کے ایک خلیفہ مولٰنا عبدالواحد لاہوری نے ایک دن ارشاد فرمایا کیا جنت میں نماز نہ ہوگی؟ کسی نے عرض کیا کہ حضرت جنت میں نماز کیوں ہو وہ تو اعمال کے بدلہ کی جگہ ہے نہ کہ عمل کرنے کی، اس پر ایک آہ کھینچی اور رونے لگے اور فرمایا کہ بغیر نماز کے جنت میں کیونکر گذریگی"۔ ایسے ہی لوگوں سے دنیا قائم ہے، اور زندگی کو وصول کرنیوالی حقیقت میں یہی مبارک ہستیاں ہیں، اللہ جل شانہٗ اپنے لطف اور اپنے مر مٹنے والوں کے طفیل اس روسیاہ کو بھی نوازدے تو اس کے لطف عام سے کیا بعید ہے، ایک پُرلطف قصہ پر اس فصل کو ختم کرتا ہوں

حافظ ابن حجر رح نے منبہات میں لکھا ہے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دنیا میں تین چیزیں محبوب ہیں، خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چند صحابہ تشریف فرما تھے، حضرت ابوبکر صدیق رض نے ارشاد فرمایا آپنے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، آپکے چہرہ کا دیکھنا، اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے، حضرت عمر رض نے فرمایا سچ ہے، اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں امر بالمعروف، نہی عن المنکر (اچھے کاموں کا کرنا اور بُری باتوں سے روکنا) اور پُرانا کپڑا، حضرت عثمان رض نے فرمایا آپنے سچ کہا، اور مجھے تین چیزیں محبوب ہیں، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا، حضرت علی رض نے ارشاد فرمایا آپنے سچ فرمایا اور مجھے تین چیزیں پسند ہیں، مہمان کی خدمت گرمی کا روزہ اور دشمن پر تلوار، اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے، اور عرض کیا کہ مجھے حق تعالیٰ شانہٗ نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ اگر میں (یعنی جبرئیل ع) دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں کہ مجھے کیا پسند ہوتا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بتاؤ، عرض کیا، بھولے ہوؤں کو راستہ بتانا، غریب عبادت کرنیوالوں سے محبت کرنا، اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا، اور اللہ جل جلالہٗ

کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں (اللہ کی راہ میں) طاقت کا خرچ کرنا (مال سے ہو یا جان سے) اور (گناہ پر) ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا،

حافظ ابن قیمؒ زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے، صحت کی محافظ ہے، بیماریوں کو دفع کرنے والی ہے، دل کو تقویت پہنچاتی ہے، چہرہ کو خوبصورت اور منور کرتی ہے، جان کو فرحت پہنچاتی ہے، اعضاء میں نشاط پیدا کرتی ہے، کاہلی کو دفع کرتی ہے، شرح صدر کا سبب ہے، روح کی غذا ہے، دل کو منور کرتی ہے، اللہ کے انعام کی محافظ ہے اور عذاب الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے، شیطان کو دور کرتی ہے اور رحمٰن سے قرب پیدا کرتی ہے، غرض روح اور بدن کی صحت کی حفاظت میں اس کو خاص دخل ہے اور دونوں چیزوں میں اس کی عجیب تاثیر ہے، نیز دنیا اور آخرت کی مضرتوں کے دور کرنے میں اور دونوں جہان کے منافع پیدا کرنے میں اس کو بہت خصوصیت ہے،

دُوسری فصل: نماز چھوڑنے پر وعید اور عتاب

حدیث کی کتابوں میں نماز نہ پڑھنے پر بہت سخت عذاب ذکر کیے گئے ہیں، نمونہ کے طور پر چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں، سچی خبر دینے والے کا ایک ارشاد بھی سمجھدار کیلئے کافی تھا، مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کے قربان کہ آپؐ نے کتنی کتنی طرح سے اور بار بار اس چیز کی طرف متوجہ فرمایا کہ اُن کے نام لیوا اُن کی اُمت کہیں اس میں کوتاہی نہ کرنے لگے، پھر افسوس ہے ہمارے حال پر کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہتمام کے باوجود نماز کا اہتمام نہیں کرتے اور بے غیرتی اور بے حیائی سے اپنے کو اُمتی اور متبع رسول اور اسلام کا دھنی بھی سمجھتے ہیں،

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ، رواہ احمد ومسلم وقال بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ وابوداؤد والنسائی ولفظہ لیس بین العبد وبین الکفر والایمان الا ترک الصلٰوۃ والترمذی ولفظہ قال بین الکفر والایمان ترک الصلٰوۃ وابن ماجۃ ولفظہ قال بین العبد وبین الکفر ترک الصلٰوۃ کذا فی الترغیب للمنذری

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ کو اور کفر کو ملانے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے،

وقال السیوطی فی الدر لحدیث جابر اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد ومسلم وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ ثم قال واخرج ابن ابی شیبۃ واحمد وابوداود والترمذی وصححہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن بریدۃ مرفوعاً العہد الذی بیننا وبینہم اَلصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ،

ف: اس قسم کا مضمون اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے کہ ابر کے دن نماز جلدی پڑھا کرو، کیونکہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ ابر کی وجہ سے وقت کا پتہ نہ چلے اور نماز قضا ہو جائے اس کو بھی نماز کا چھوڑنا ارشاد فرمایا، کتنی سخت بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے چھوڑنیوالے پر کفر کا حکم لگاتے ہیں، گو علماء نے اس حدیث کو انکار کے ساتھ مقید فرمایا ہے، مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی فکر اتنی سخت چیز ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت ہوگی اس کیلئے یہ ارشادات نہایت سخت ہیں اس کے علاوہ بڑے بڑے صحابہؓ جیسا کہ حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ وغیرہ حضرات کا مذہب یہی ہے کہ بلاعذر جان کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے، ائمہ میں سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ، اسحٰق بن راہویہ اور ابن مبارکؒ کا بھی یہی مذہب نقل کیا جاتا ہے، اللّٰھم احفظنا منہ

(۲) عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ صَامِتٍؓ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ خِصَالٍ فَقَالَ لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ اَوْ صُلِّبْتُمْ وَلَا تَتْرُکُوا الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدِیْنَ فَمَنْ تَرَکَھَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّۃِ وَلَا تَرْکَبُوا الْمَعْصِیَۃَ فَاِنَّھَا سَخَطُ اللّٰہِ وَلَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّھَا رَاْسُ الْخَطَایَا کُلِّھَا، الحدیث رواہ الطبرانی ومحمد ابن نصر فی کتاب الصلوۃ باسنادین

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سات نصیحتیں کیں، جن میں سے چار یہ ہیں، اول یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاویں، یا تم جلا دیئے جاؤ، یا سولی چڑھا دیئے جاؤ دوسرے یہ کہ جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو، جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے، تیسرے یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں، چوتھی یہ کہ شراب نہ پیو، کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے،

لاباس بہما کذا فی الترغیب ھکذا ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور وعزاہ الیہما وفی المشکوۃ بروایۃ ابن ماجۃ عن ابی الدرداء نحوہ، ۸۰ ترغیب

ف: ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوالدرداءؓ بھی اسی قسم کا مضمون فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ کرنا خواہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا آگ میں جلا دیا جائے، دوسری نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا، جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ شانہٗ بری الذمہ ہیں، تیسرے شراب نہ پینا کہ ہر برائی کی کنجی ہے،

(۳) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَھْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوۃً مَّكْتُوْبَۃً مُّتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوۃً مَّكْتُوْبَۃً مُّتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّہٗ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَۃٍ وَّاِیَّاكَ وَالْمَعْصِیَۃَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ وَاِیَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ھَلَكَ النَّاسُ وَاِنْ اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰی اَھْلِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْھُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَّاَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر واسناد احمد والطبرانی فی الکبیر واسناد احمد

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی، (۱) یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے، (۲) والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے (۳) فرض نماز جان بوجھکر نہ چھوڑنا، جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے (۴) شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کی جڑ ہے (۵) اللہ کی نافرمانی نہ کرنا، کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے، (۶) لڑائی میں نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مر جائیں، (۷) اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے (جیسے طاعون وغیرہ) تو وہاں سے نہ بھاگنا، (۸) اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا (۹) تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا (۱۰) اللہ تعالیٰ سے اُن کو ڈراتے رہنا،

صحیح لو سلم من الانقطاع فان عبد الرحمن بن جبیرؓ لم یسمع من معاذؓ کذا فی الترغیب والیھما عزاہ السیوطی فی الدر ولم یذکر الانقطاع ثم قال واخرج الطبرانی عن اُمیمۃ مولاۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال كُنْتُ اَصُبُّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَہٗ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ

اَوْصَانِیْ فَقَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلَا تَعُصِّ وَالِدَیْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخَلّٰی مِنْ اَهْلِكَ وَدُنْیَاكَ فَتَخَلَّهُ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ بَرِأَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ،

ف: لکڑی نہ ہٹانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا، اور مارتا نہیں جو چاہے کرتے رہو، بلکہ اُن کو حدودِ شرعیہ کے تحت میں کبھی کبھی مارتے رہنا چاہئے کہ بغیر مار کے اکثر تنبیہ نہیں ہوتی، آجکل اولاد کو شروع میں تو محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی جاتی جب وہ بُری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے ہیں، حالانکہ یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بُری باتوں سے روکا نہ جائے، اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے، کون سمجھدار اس کو گوارا کرسکتا ہے کہ اولاد کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس وجہ سے کہ نشتر لگانے سے تکلیف ہوگی عملِ جراحی نہ کرایا جائے، بلکہ لاکھ بچہ روئے منہ بنائے بھاگے بہرحال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے، بہت سی حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو (در) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو، اور اچھی باتوں کی اُن کو عادت ڈالو، حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کیلئے ایسی ہی جیسا کہ کھیتی کیلئے پانی (دُرِ منثور) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے، (جامع صغیر) ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر غلہ کا ہوتا ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو گھر والوں کو تنبیہ کے واسطے گھر میں کوڑا لٹکائے رکھے، (جامع صغیر) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کوئی اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے (جامع صغیر)

(۴) عَنْ نَوْفَلِ ابْنِ مُعٰوِیَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ

رواہ ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب و السیوطی فی الدر و النسائی ایضًا قلت و رواہ احمد فی مسندہ،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

ف: نماز کا ضائع کرنا اکثر یا بال بچّوں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کی خیر خبر میں مشغول رہے، یا مال و دولت کمانے کے لالچ میں ضائع کی جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کا ضائع کرنا انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے گویا بال بچّے اور مال و دولت سب ہی چھین لیا گیا اور اکیلا کھڑا رہ گیا۔ یعنی جتنا خسارہ اور نقصان اس حالت میں ہے اتنا ہی نماز کے چھوڑنے میں ہے یا جس قدر رنج و صدمہ اُس حالت میں ہو اتنا ہی نماز کے چھوٹنے میں ہونا چاہئے۔ اگر کسی شخص سے کوئی معتبر آدمی یہ کہہ دے اور اسے یقین آجائے کہ فلاں راستہ لُٹتا ہے اور جو رات کو اس راستہ سے جاتا ہے تو ڈاکو اس کو قتل کر دیتے ہیں اور مال چھین لیتے ہیں تو کون بہادر ہے کہ اس راستہ سے رات کو چلے؟ رات تو در کنار دن کو بھی مشکل سے اس راستہ کو چلے گا، مگر اللہ کے سچّے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پاک ارشاد ایک دو نہیں کئی کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے، اور ہم مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے ہونے کا دعویٰ بھی جھوٹی زبانوں سے کرتے ہیں، مگر اس پاک ارشاد کا ہم پر کیا اثر ہے ہر شخص کو معلوم ہے۔

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ صَلٰوتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰى بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْكَبَائِرِ، رواه الحاكم وقال حنش هو ابن قيس ثقة وقال الحافظ بل رواه بمرة لانعلم احدًا وثقه غير حصين بن نمير كذا في الترغيب زاد السيوطي في الدر والترمذي ايضًا وذكر في اللآلى له شواهد وكذا في التعقبات وقال الحديث اخرجه الترمذي وقال حنش ضعيف ضعفه احمد وغيره والعمل على هذا عند اهل العلم فاشار بذلك الى ان الحديث اعتضد بقول اهل العلم وقد صرح غير واحد بان من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله اه،

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچ گیا۔"

ف: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر نہ کر، ایک نماز جب اُس کا وقت ہو جائے، دوسری جنازہ جب تیار ہو جائے، تیسری بے نکاحی عورت جب اُس کے جوڑ کا خاوند مل جائے (یعنی فوراً نکاح کر دینا) بہت سے لوگ جو اپنے کو دیندار بھی سمجھتے ہیں اور گویا نماز کے پابند بھی سمجھے جاتے ہیں وہ کئی کئی نمازیں

معمولی بہانہ سے سفر کا ہو، دُکان کا ہو، ملازمت کا ہو، گھر آکر اکٹھی ہی پڑھ لیتے ہیں، یہ گناہ کبیرہ ہے کہ بلا کسی عذر بیماری وغیرہ کے نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھا جاوے، گو بالکل نماز نہ پڑھنے کے برابر گناہ نہ ہو لیکن بے وقت پڑھنے کا بھی سخت گناہ ہے، اس سے خلاصی نہ ہوگی،

(۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا وَّبُرْهَانًا وَّنَجَاةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْهَانٌ وَّلَا نَجَاةٌ وَّكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ (اخرجه احمد وابن حبان والطبرانی کذا فی الدر المنثور للسیوطی

"ایک مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا، اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگی، اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی، اور نجات کا سبب ہوگی، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کیلئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اُس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ، اس کا حشر فرعون ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا"

وقال الهیثمی رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجال احمد ثقات وقال ابن حجر فی الزواجر اخرجه احمد بسند جید وزاده فیه قارون ایضا مع فرعون وغیرہ وکذا زادہ فی امنتخب الکنز بروایة ابن نصر۔ المشکوٰۃ ایضا بروایة احمد والدارمی والبیهقی فی الشعب وابن القیم فی کتاب الصلوٰۃ،

ف: فرعون کو تو ہر شخص جانتا ہے کہ کس درجہ کا کافر تھا، حتّٰی کہ خدائی کا دعویٰ کیا تھا، اور ہامان اس کے وزیر کا نام ہے اور اُبی بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے بڑا سخت دشمنِ اسلام تھا، ہجرت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے، اس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا، اُحد کی لڑائی میں وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا پھرتا تھا، کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں، چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا، صحابہ رضؓ نے ارادہ بھی فرمایا کہ دُور ہی سے اس کو نمٹا دیں، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنے دو جب وہ قریب ہوا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سے برچھا

لیکر اس کے جو مارا تو اس کی گردن پر لگا اور ہلکا سا خراش اس کی گردن پر آگیا، مگر اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا، اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا، اور چلاّتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے قتل کر دیا، کفار نے اس کو اطمینان دلایا کہ معمولی خراش ہے کوئی فکر کی بات نہیں، مگر وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا، خدا کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مرجاتا، لکھتے ہیں کہ اس کے چلاّنے کی آواز ایسی ہوگئی تھی جیسا کہ بیل کی ہوتی ہے، ابوسفیان نے جو اُس لڑائی میں بڑے زوروں پر تھا اس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے اتنا چلاّتا ہے؟ اس نے کہا تجھے خبر بھی ہے کہ کس نے ماری ہے؟ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مار ہے، مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے لات اور عزّیٰ (دو مشہور بتوں کے نام ہیں) کی قسم! اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا، میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں اُن کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا، میں اُن سے چھوٹ نہیں سکتا، اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مرجاتا، چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مرگیا (خمیس)

ہم مسلمانوں کیلئے نہایت غیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ ایک پکے کافر اور سخت دشمن کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو مارے جانے میں ذرا بھی تردّد یا شک نہ تھا، لیکن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ماننے کے باوجود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے دعوے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت میں ہونے پر فخر کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں، اور جن چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب بتائے ہیں کتنا ڈرتے ہیں کتنا کانپتے ہیں؟ یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے، کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے،

ابن حجرؒ نے کتاب الزواجر میں قارون کا بھی فرعون وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اُن کے ساتھ حشر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اکثر اُن وجوہ سے نماز میں سستی ہوتی ہے جو ان لوگوں میں پائی جاتی تھیں، پس اگر ان کی وجہ مال و دولت کی کثرت ہے تو قارون کے ساتھ حشر ہوگا، اور اگر حکومت و سلطنت ہے تو فرعون کے ساتھ اور وزارت (یعنی ملازمت یا مصاحبت)

ہے تو ہامان کے ساتھ اور تجارت ہے تو اُبی بن خلف کے ساتھ، اور جب ان لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گیا تو پھر جس قسم کے بھی عذاب احادیث میں وارد ہوئے ہیں خواہ وہ حدیثیں متکلم فیہ ہوں اُن میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ جہنم کے عذاب سخت سے سخت ہیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کو اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن ان سے خلاصی ہو جائیگی، اور وہ لوگ ہمیشہ کیلئے اس میں رہیں گے لیکن خلاصی ہونے تک کا زمانہ کیا کچھ ہنسی کھیل ہے نہ معلوم کتنے ہزار برس ہوں گے،

قَالَ بَعْضُهُمْ وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ اَنَّ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلٰوةِ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِخَمْسِ خِصَالٍ يُرْفَعُ عَنْهُ ضِيْقُ الْعَيْشِ وَعَذَابُ الْقَبْرِ وَيُعْطِيْهِ اللّٰهُ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَيَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَمَنْ تَهَاوَنَ عَنِ الصَّلٰوةِ عَاقَبَهُ اللّٰهُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ عُقُوْبَةً خَمْسَةٌ فِي الدُّنْيَا وَثَلٰثَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَثَلٰثٌ فِيْ قَبْرِهٖ وَثَلٰثٌ عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنَ الْقَبْرِ فَاَمَّا اللَّوَاتِيْ فِي الدُّنْيَا فَالْاُوْلٰى تُنْزَعُ الْبَرَكَةُ مِنْ عُمْرِهٖ وَالثَّانِيَةُ تُمْحٰى سِيْمَاءُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ وَجْهِهٖ وَالثَّالِثَةُ كُلُّ عَمَلٍ يَعْمَلُهٗ لَا يَاْجُرُهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَالرَّابِعَةُ لَا يُرْفَعُ لَهٗ دُعَاءٌ اِلَى السَّمَاءِ وَالْخَامِسَةُ لَيْسَ لَهٗ حَظٌّ فِيْ دُعَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَاَمَّا الَّتِيْ تُصِيْبُهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ يَمُوْتُ ذَلِيْلًا وَالثَّانِيَةُ يَمُوْتُ جُوْعًا وَالثَّالِثَةُ يَمُوْتُ عَطْشَانًا وَلَوْ سُقِيَ

(۷) ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ پانچ طرح سے اس کا اکرام و اعزاز فرماتے ہیں، ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے، دوسرے یہ کہ اس سے عذاب قبر ہٹا دیا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ قیامت کو اس کے اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے (جن کا حال سورۃ الحاقہ میں مفصل مذکور ہے کہ جن لوگوں کے نامۂ اعمال دہنے ہاتھ میں دیئے جائینگے وہ نہایت خوش و خرم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے) اور چوتھے یہ کہ پُل صراط پر سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے، پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے، اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقہ سے عذاب ہوتا ہے، پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد، دنیا کے پانچ تو یہ ہیں، اوّل یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی، دوسرے یہ کہ صلحاء کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے، تیسرے یہ کہ اس کے نیک کاموں کا اجر

بِحَارِ الدُّنْيَا مَا رُوِيَ مِنْ عَائِشَةَ أَمَّا الَّتِي تُصِيبُهُ فِي قَبْرِهِ فَالْأُولَى يَضِيقُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ حَتَّى تَخْتَلِفَ أَضْلَاعُهُ وَالثَّانِيَةُ يُوقَدُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ نَارًا فَيَتَقَلَّبُ عَلَى الْجَمْرِ لَيْلًا وَنَهَارًا وَالثَّالِثَةُ يُسَلَّطُ عَلَيْهِ فِي قَبْرِهِ ثُعْبَانٌ اِسْمُهُ الشُّجَاعُ الْأَقْرَعُ عَيْنَاهُ مِنْ نَارٍ وَأَظْفَارُهُ مِنْ حَدِيْدٍ طُوْلُ كُلِّ ظُفْرٍ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ يُكَلِّمُ الْمَيِّتَ فَيَقُوْلُ أَنَا الشُّجَاعُ الْأَقْرَعُ وَصَوْتُهُ مِثْلُ الرَّعْدِ الْقَاصِفِ يَقُوْلُ أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ أَضْرِبَكَ عَلَى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِلَى بَعْدِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَأَضْرِبُكَ عَلَى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ وَأَضْرِبُكَ عَلَى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَضْرِبُكَ عَلَى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ إِلَى الْعِشَاءِ وَأَضْرِبُكَ عَلَى تَضْيِيْعِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ فَكُلَّمَا ضَرَبَهُ ضَرْبَةً يَغُوْصُ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا فَلَا يَزَالُ فِي الْقَبْرِ مُعَذَّبًا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَأَمَّا الَّتِي تُصِيْبُهُ عِنْدَ خُرُوْجِهِ مِنَ الْقَبْرِ فِي مَوْقِفِ الْقِيٰمَةِ فَشِدَّةُ الْحِسَابِ وَسَخَطُ الرَّبِّ وَدُخُوْلُ النَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِهِ ثَلَاثَةُ أَسْطُرٍ مَكْتُوْبَاتٌ اَلسَّطْرُ الْأَوَّلُ يَا مُضَيِّعَ

ہٹادیا جاتا ہے، چوتھے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، پانچویں یہ کہ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا، اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں اوّل ذلت سے مرتا ہے، دوسرے بھوکا مرتا ہے، تیسرے پیاس کی شدت میں موت آتی ہے، اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی، قبر کے تین عذاب یہ ہیں، اوّل اس پر قبر اتنی تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں دوسرے قبر میں آگ جلادی جاتی ہے تیسرے قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے اتنے لانبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک پہنچا جائے اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے کہ تجھے صبح کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے آفتاب کے نکلنے تک مارے جاؤں اور ظہر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے عصر تک مارے جاؤں، اور پھر عصر کی نماز ضائع کرنے کی وجہ سے مغرب تک اور مغرب کی نماز کی وجہ سے عشاء تک اور عشاء کی نماز کی وجہ سے صبح تک مارے جاؤں، جب وہ ایک دفعہ اس کو مارتا ہے تو اسکی وجہ سے وہ مُردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے، اسی طرح قیامت تک اس کو عذاب ہوتا رہے گا، اور قبر سے نکلنے کے بعد تین عذاب

حَقَّ اللّٰہِ اَلسَّطْرُ الثَّانِیْ یَا مَخْصُوْصًا بِغَضَبِ اللّٰہِ اَلثَّالِثُ کَمَا ضَیَّعْتَ فِی الدُّنْیَا حَقَّ اللّٰہِ فَاَیِسْ اَلْیَوْمَ اَنْتَ مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ، وما ذکر فی ھذا الحدیث من تفصیل العدد لایطابق جملۃ الخمس عشرۃ لان المفصل اربع عشرۃ فقط فلعل الراوی نسی الخامس عشر کذا فی الزواجر لابن حجر مکی قلت وھو کذلک فان ابا اللیث السمرقندی ذکر الحدیث فی

یہ ہیں، ایک حساب سختی سے کیا جائے گا، دوسرے حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر غصہ ہوگا، تیسرے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا، یہ کُل میزان چودہ ہوئی، ممکن ہے پندرھواں بھول سے رہ گیا ہو، اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوتی ہیں پہلی سطر، او اللہ کے حق کو ضائع کرنے والے، دوسری سطر، او اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص، تیسری سطر، جیسا کہ تو نے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

قرۃ العیون فجعل ستۃ فی الدنیا فقال الخامسۃ تمقتہ الخلائق فی الدار الدنیا والسادس لیس لہ حظ فی دعاء الصالحین ثم ذکر الحدیث بتمامہ ولم یعزہ الی احد وفی تنبیہ الغافلین للشیخ نصر بن محمد بن ابراھیم السمرقندی یقال من داوم علی الصلوۃ الخمس فی الجماعۃ اعطاہ اللہ خمس خصال ومن تھاون بھا فی الجماعۃ عاقبہ اللہ باثنی عشر خصلۃ ثلثۃ فی الدنیا وثلثۃ عند الموت وثلثۃ فی القبر وثلثۃ یوم القیمۃ ثم ذکر نحوھا ثم قال وروی عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ھذا وذکر السیوطی فی ذیل اللآلی بعد ما اخرج بمعناہ من تخریج ابن النجار فی تاریخ بغداد بسندہ الی ابی ھریرۃ قال فی المیزان ھذا حدیث باطل رکبہ محمد بن علی بن عباس علی ابی ابن زیاد النیسابوری قلت لکن ذکر الحافظ فی المنبھات عن ابی ھریرۃ رض مرفوعًا اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ وَفِیْھَا عَشْرُ خِصَالٍ الحدیث ذکرتہ فی الھندیۃ وذکر الغزالی فی دقائق الاخبار بنحو ھذا اتم منہ وقال من حافظ علیھا اکرمہ اللہ بخمس عشرۃ الخ مفصلاً،

ف: یہ حدیث پوری اگرچہ عام کتبِ حدیث میں مجھے نہیں ملی، لیکن اس میں جتنی قسم کے ثواب اور عذاب ذکر کئے گئے ہیں ان کی اکثر کی تائید بہت سی روایات سے ہوتی ہے، جن میں سے بعض

پہلے گذر چکی ہیں اور بعض آگے آرہی ہیں اور پہلی روایت میں بے نماز کا اسلام سے نکل جانا بھی مذکور ہے، تو پھر جس قدر عذاب ہو تھوڑا ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ جو کچھ مذکور ہوا اور آئندہ آرہا ہے وہ سب اس فعل کی سزا ہے، اس کے مستحق سزا ہونے کے بعد اور اس دفعہ کی فردِ جرم کے ساتھ ہی ارشادِ خداوندی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ کہ اللہ تعالیٰ شرک کی تو معافی نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کی دل چاہے معافی فرمادینگے اس آیۂ شریفہ اور اس جیسی آیات اور احادیث کی بناء پر اگر معاف فرمادیں تو زہے قسمت، احادیث میں آیا ہے کہ قیامت میں تین عدالتیں ہیں، ایک کفر و اسلام کی، اس میں بالکل بخشش نہیں، دوسری حقوق العباد کی، اس میں حق والے کا حق ضرور دلایا جائے گا، چاہے اس سے لیا جائے جس کے ذمہ ہے یا اس کو معاف فرمانے کی مرضی ہو، تو اپنے پاس سے دیا جائے گا، تیسری عدالت اللہ تعالیٰ کے اپنے حقوق کی ہے، اس میں بخشش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، اس بناء پر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اپنے افعال کی سزائیں تو یہی ہیں جو احادیث میں وارد ہوئیں، لیکن مراحمِ خسروانہ اس سے بالاتر ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بعض قسم کے ثواب و عذاب احادیث میں آئے ہیں، بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کوئی دیکھتا تو بیان کر دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر ارشاد فرما دیتے، ایک مرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حسبِ معمول دریافت فرمایا، اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے، اس کے بعد بہت لمبا خواب ذکر فرمایا، جس میں جنت، دوزخ اور اس میں مختلف قسم کے عذاب لوگوں کو ہوتے ہوئے دیکھے، منجملہ ان کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جارہا ہے، اور اس زور سے پتھر مارا جاتا ہے کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا دور جا پڑتا ہے، اتنے میں اس کو اٹھایا جاتا ہے وہ سر پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے تو دوبارہ اس کو زور سے مارا جاتا ہے، اسی طرح اس کے ساتھ برتاؤ کیا جارہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ساتھیوں سے جب دریافت فرمایا کہ کون شخص ہے؟ تو انھوں نے بتایا کہ اس شخص نے قرآن شریف پڑھا تھا اور اس کو چھوڑ دیا تھا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا تھا، ایک دوسری حدیث میں اسی قسم کا ایک اور قصہ ہے جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کے ساتھ یہ برتاؤ دیکھا، تو

حضرت جبرئیلؑ سے یہ دریافت کیا، انھوں نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے،[۱]
(ترغیب) مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جو لوگ نماز کے اوقات معلوم کرنے کا اہتمام رکھتے ہیں، ان میں ایسی
برکت ہوتی ہے جیسی حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد میں ہوئی، (درمنثور) حضرت انسؓ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے ایسے حال میں رخصت ہو کہ اخلاص کیساتھ
ایمان رکھتا ہو، اس کی عبادت کرتا ہو، نماز پڑھتا ہو، زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ ایسی حالت میں دنیا
سے رخصت ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے راضی ہوں گے (درمنثور) حضرت انسؓ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ
کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، اللہ کے واسطے آپس میں
محبت رکھتے ہیں، اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں، تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں (درمنثور)
حضرت ابو درداءؓ نے حضرت سلمانؓ کو ایک خط لکھا، جس میں یہ لکھا کہ مسجد میں اکثر اوقات
گذارا کرو، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے، اور اللہ جل شانہٗ نے
اس بات کا عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص مسجد میں اکثر رہتا ہے اس پر رحمت کروں گا، اس کو راحت
دوں گا، اور قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کردوں گا، اور اپنی رضا نصیب کروں گا،
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کے گھر ہیں،
اور گھر والے کا اکرام ہوتا ہی ہے، اس لئے اللہ پر اُن کا اکرام ضروری ہے جو مسجدوں میں حاضر
ہونیوالے ہیں، ابو سعید خدریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مسجد سے
اُلفت رکھے حق تعالیٰ شانہٗ اُس سے اُلفت رکھتے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب مُردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو جو لوگ قبر تک ساتھ گئے
تھے وہ ابھی تک واپس بھی نہیں ہوتے کہ فرشتے اس کے امتحان کے لئے آتے ہیں، اُس
وقت اگر وہ مؤمن ہے تو نماز اس کے سر کے قریب ہوتی ہے، اور زکوٰۃ دائیں جانب اور
روزہ بائیں جانب اور باقی جتنے بھلائی کے کام کئے تھے وہ پاؤں کی جانب ہو جاتے ہیں،
اور ہر طرف سے اس کا احاطہ کرلیتے ہیں، کہ اس کے قریب تک کوئی نہیں پہونچ سکتا،
فرشتے دور ہی سے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہیں، (درمنثور) ایک صحابی ارشاد فرماتے ہیں
جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والوں پر خرچ کی کچھ تنگی ہوتی تو آپؐ اُن کو نماز کا
حکم فرماتے، اور یہ آیت تلاوت فرماتے، وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

[۱] ترغیب،

لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۔ اپنے گھروالوں کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہیئے، ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے، روزی تو ہم دیں گے، اور بہترین انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے،، حضرت اسماءؓ کہتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ قیامت کے دن سارے آدمی ایک جگہ جمع ہوں گے اور فرشتہ جو بھی آواز دے گا سب کو سنائی دیگا، اس وقت اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راحت اور تکلیف ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے تھے، یہ سُنکر ایک جماعت اُٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنّت میں داخل ہو جائیگی، پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی، پھر ایک جماعت اُٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنّت میں داخل ہو جائیگی، ایک اور حدیث میں بھی یہی قصّہ آیا ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ اعلان ہوگا، آج محشر والے دیکھیں گے کہ کریم کون لوگ ہیں؟ اور اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جنکو تجارتی مشاغل اللہ کے ذکر اور نماز سے نہیں روکتے تھے، (درمنثور) شیخ نصر سمرقندیؒ نے تنبیہ الغافلین میں بھی یہ حدیث لکھی ہے، اس کے بعد لکھا ہے کہ جب یہ حضرات بغیر حساب کتاب چھوٹ چکیں گے، تو جہنّم سے ایک عنق (لمبی گردن) ظاہر ہو گی، جو لوگوں کو پھاندتی ہوئی چلی جائے گی، اس میں دو چمکدار آنکھیں ہوں گی اور نہایت فصیح زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ میں اُس شخص پر مُسلّط ہوں جو متکبّر، بدمزاج ہو، اور مجمع میں ایسے لوگوں کو اس طرح چُن لے گی جیسا جانور دانہ چُگتا ہے، ان سب کو چُن کر جہنّم میں پھینکدیگی، اس کے بعد پھر دوبارہ نکلے گی اور کہے گی، اب میں ہر اس شخص پر مُسلّط ہوں جس نے اللہ کو اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دی، ان لوگوں کو بھی چُن کر لے جائے گی، اُس کے بعد سہ بارہ پھر نکلے گی، اور اس مرتبہ تصویر والوں کو چُن کر لے جائیگی، اس کے بعد جب یہ تینوں قسم کے آدمی مجمع سے چھٹ جائیں گے تو حساب کتاب شروع ہوگا، کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں شیطان آدمیوں کو نظر آجاتا تھا، ایک صاحب نے اس سے کہا کہ کوئی ترکیب ایسی بتا کہ میں بھی تجھ جیسا ہو جاؤں، شیطان نے کہا کہ ایسی فرمائش تو آج تک مجھ سے کسی نے بھی نہیں کی، تجھے اس کی کیا ضرورت پیش آئی؟ انھوں نے کہا میرا دل چاہتا ہے، شیطان نے کہا اس کی ترکیب یہ ہو کہ نماز میں سستی کر، اور قسم کھانے میں ذرا پرواہ نہ کر، جھوٹی سچی ہر طرح کی قسمیں کھایا کر، اُن صاحب نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہ چھوڑوں گا، اور کبھی قسم نہ کھاؤں گا، شیطان نے کہا کہ تیرے سوا

مجھ سے چال کے ساتھ کسی نے کچھ نہیں لیا، میں نے بھی عہد کر لیا کہ آدمی کو کبھی نصیحت نہیں کروں گا، حضرت اُبیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس اُمّت کو رفعت وعزت اور دین کے فروغ کی بشارت دو، لیکن دین کے کسی کام کو جو شخص دنیا کے واسطے کرے آخرت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی بہترین صورت میں زیارت کی، مجھ سے ارشاد فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملاءِ اعلیٰ والے یعنی فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں، میں نے عرض کیا مجھے تو علم نہیں، تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھ دیا جس کی ٹھنڈک سینہ کے اندر تک محسوس ہوئی، اور اس کی برکت سے تمام عالم مجھ پر منکشف ہو گیا، پھر مجھ سے ارشاد فرمایا اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں! میں نے عرض کیا درجہ بلند کرنیوالی چیزوں میں اور ان چیزوں میں جو گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں، اور جماعت کی نماز کی طرف جو قدم اٹھتے ہیں اُن کے ثواب میں، اور سردی کے وقت وضو کو اچھی طرح سے کرنے کے فضائل میں اور ایک نماز کے بعد سے دوسری نماز تک انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت میں، جو شخص ان کا اہتمام کریگا بہترین حالت میں زندگی گذاریگا، اور بہترین حالت میں مریگا۔

متعدد احادیث میں آیا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں اے ابنِ آدم! تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لیا کر، میں تمام دن کے تیرے کام بنا دوں گا، تنبیہ الغافلین میں ایک حدیث لکھی ہے کہ نماز اللہ کی رضا کا سبب ہے، فرشتوں کی محبوب چیز ہے، انبیاء کی سنّت ہے، اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے، دعا قبول ہوتی ہے رزق میں برکت ہوتی ہے، یہ ایمان کی جڑ ہے، بدن کی راحت ہے، دشمن کیلئے ہتھیار ہے، نمازی کیلئے سفارشی ہے، قبر میں چراغ ہے، اور اس کی وحشت میں دل بہلانیوالی ہے منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے، اور قیامت کی دھوپ میں سایہ ہے، اور اندھیرے میں روشنی ہے، جہنّم کی آگ کیلئے آڑ ہے، اعمال کی ترازو کا بوجھ ہے، پُل صراط پر جلدی سے گزار نیوالی ہے، جنّت کی کنجی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت عثمانؓ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اوقات کی پابندی کے ساتھ اس کا اہتمام کرے، حق تعالیٰ شانہٗ نو چیزوں کے ساتھ اس کا اکرام فرماتے ہیں، اوّل یہ کہ اُس کو خود محبوب رکھتے ہیں،

دوسرے تندرستی عطا فرماتے ہیں، تیسرے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں، چوتھے اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں، پانچویں اس کے چہرے پر صلحاء کے انوار ظاہر ہوتے ہیں، چھٹے اس کا دل نرم فرماتے ہیں، ساتویں وہ پل صراط پر بجلی کی طرح سے گذر جائے گا، آٹھویں جہنم سے نجات فرمادیتے ہیں، نویں جنت میں ایسے لوگوں کا پڑوس نصیب ہوگا جن کے بارے میں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٥ الآیة وارد ہے، یعنی نہ اُن کو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز دین کا ستون ہے، اور اس میں دس خوبیاں ہیں، چہرہ کی رونق ہے، دل کا نور ہے، بدن کی راحت ہے اور تندرستی کا سبب ہے، قبر کا اُنس ہے، اللہ کی رحمت اُترنے کا ذریعہ ہے، آسمان کی کنجی ہے، اعمال ناموں کی ترازو کا وزن ہے، (کہ اس سے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہوجاتا ہے) اللہ کی رضا کا سبب ہے، جنت کی قیمت ہے، اور دوزخ کی آڑ ہے، جس شخص نے اس کو قائم کیا، اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اس کو چھوڑا اپنے دین کو گرادیا، (منبہات ابن حجر)

ایک حدیث میں وارد ہے کہ گھر میں نماز پڑھنا نور ہے، نماز سے اپنے گھروں کو منور کیا کرو، (جامع الصغیر) اور یہ تو مشہور حدیث ہے کہ میری امت قیامت کے دن وضو اور سجدہ کی وجہ سے روشن ہاتھ پاؤں والی، روشن چہرہ والی ہوگی، اسی علامت سے دوسری امتوں سے پہچانی جائے گی، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آسمان سے کوئی بلا یا آفت نازل ہوتی ہے تو مسجد کے آباد کرنیوالوں سے ہٹالی جاتی ہے (جامع الصغیر) متعدد احادیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر حرام کردیا ہے کہ سجدہ کے نشان کو جلائے، یعنی اگر اپنے دیگر اعمالِ بد کی وجہ وہ جہنم میں داخل بھی ہوگا تو سجدہ کا نشان جس جگہ ہوگا اس پر آگ کا اثر نہ ہوسکے گا، ایک حدیث میں ہے کہ نماز شیطان کا مُنہ کالا کرتی ہے، اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ نماز شفاء ہے، دوسری جگہ اس کے متعلق ایک قصہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ پیٹ کے بَل لیٹے ہوئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا پیٹ میں درد ہے؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا اُٹھ نماز پڑھ، نماز میں شفاء ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جنت کو خواب میں دیکھا تو حضرت بلالؓ کے جوتوں کے گھسٹنے کی آواز بھی سُنائی دی، صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا وہ خصوصی عمل کیا ہے جس کی وجہ سے جنت میں بھی تو (دنیا کی طرح) میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا، عرض کیا رات دن میں جس وقت بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو کرتا ہوں، اس کے بعد (تحیۃ الوضو کی)

نماز جتنی مقدور رہو پڑھتا ہوں (فتح) سفری نے کہا ہو کہ صبح کی نماز چھوڑنیوالے کو ملائکہ وفاجر سے پکارتے ہیں اور ظہر کی نماز چھوڑنیوالے کو او خاسر (خسارہ والے) سے اور عصر کی نماز چھوڑنیوالے کو عاصی سے اور مغرب کی نماز چھوڑنیوالے کو کافر سے اور عشاء کی نماز چھوڑنیوالے کو او مضیع (اللہ کا حق ضائع کرنیوالے) سے پکارتے ہیں (غایۃ المواعظ) علامہ شعرانی رح فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ مصیبت ہر اُس آبادی سے ہٹادی جاتی ہو کہ جہاں کے لوگ نمازی ہوں، جیساکہ ہر اُس آبادی پر نازل ہوتی ہے جہاں کے لوگ نمازی نہ ہوں، ایسی جگہوں پر زلزلوں کا آنا، بجلیوں کا گرنا، مکانوں کا دھنس جانا، کچھ بھی مستبعد نہیں، اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو نمازی ہوں مجھے دوسروں سے کیا غرض، اس لئے کہ جب بلا نازل ہوتی ہے تو عام ہوا کرتی ہے (خود حدیث شریف میں مذکور ہو کہ کسی نے سوال کیا کہ ہم لوگ ایسی صورت میں ہلاک ہوسکتے ہیں کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! جب خباثت کا غلبہ ہوجائے) اس لئے اُن کے ذمّہ یہ بھی ضروری ہو کہ اپنی وسعت کے موافق دوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں، (لواقح الانوار)

(۸) رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی مَضٰی وَقْتُھَا ثُمَّ قَضٰی عُذِّبَ فِی النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَالسَّنَۃُ ثَلٰثُ مِائَۃٍ وَّسِتُّوْنَ یَوْمًا کُلُّ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ کذا فی مجالس الابرار قلت لم اجدہ فیما عندی من کتب الحدیث الاان مجالس الابرار مدحہ شیخ مشائخنا الشاہ عبد العزیز الدھلوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہو کہ جو شخص نماز کو قضا کردے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا، اور حقب کی مقدار اسّی برس کی ہوتی ہے، اور ایک برس تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن کا اور قیامت کا ایکدن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا، اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ (۲۸۸۰۰۰۰۰) برس ہوئی،

ثم قال الراغب فی قولہ تعالیٰ لٰبِثِیْنَ فِیْھَآ اَحْقَابًا قیل جمع الحقب ای الدھر قیل والحقبۃ ثمانون عامًا والصحیح ان الحقبۃ مدۃ من الزمان مبھمۃ واخرج ابن کثیر فی تفسیر قولہ تعالیٰ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ، عن ابن عباس ان فی جھنم

لوادیا تستعین جہنم من ذلک الوادی فی کل یوم اربع مائة مرة اعد ذلک الوادی للمرائین من امة محمد الحدیث وذکر ابو اللیث السمرقندی فی قرة العیون عن ابن عباس وھو مسکن من یؤخر الصلٰوة عن وقتھا وعن سعد ابن ابی وقاص مرفوعا اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ قال ھم الذین یؤخرون الصلٰوة عن وقتھا وصحح الحاکم والبیہقی وقفہ واخرج الحاکم عن عبداللہ فی قولہ تعالٰی فسوف یلقون غیاً قال واد فی جہنم بعید القعر خبیث الطعم وقال صحیح الاسناد،

ف: حِقب کے معنے لغت میں زیادہ زمانے کے ہیں، اکثر حدیثوں میں اسکی مقدار یہی آئی ہے جو اوپر گذری یعنی اسّی سال، دُرِّ منثور میں متعدد روایات سے یہی منقول ہے، حضرت علیؓ نے ھلال ہجری سے دریافت فرمایا کہ حِقب کی مقدار کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ حقب اسّی برس کا ہوتا ہے اور ہر برس بارہ مہینے کا ہوتا ہے اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایک ہزار برس کا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی صحیح روایت سے اسّی برس منقول ہیں، حضرت ابوہریرہؓ نے خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسّی سال کا ہوتا ہے، اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا، اور ایک دن تمھارے دنوں کے اعتبار سے (یعنی دنیا کے موافق) ایکہزار دن کا، یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس بھروسہ پر نہیں رہنا چاہئے کہ ایمان کی بدولت جہنم سے آخر نکل جائیں گے، اتنے سال یعنی دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس جلنے کے بعد نکلنا ہوگا، وہ بھی جب ہی کہ کوئی اور وجہ زیادہ پڑے رہنے کی نہ ہو، اس کے علاوہ اور بھی کچھ مقدار اس سے کم و زیادہ حدیث میں آئی ہے، مگر اوّل تو اوپر والی مقدار کئی حدیثوں میں آئی ہے، اس لئے یہ مقدّم ہے، دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ آدمیوں کی حالت کے اعتبار سے کم و بیش ہو، ابو اللیث سمرقندیؒ نے قرة العیون میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے، جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھکر چھوڑ دے، اس کا نام جہنم کے دروازہ پر لکھدیا جاتا ہے اور اس کو اس میں جانا ضروری ہے، اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کہو کہ اے اللہ ہم میں کسی کو محروم نہ کر، پھر فرمایا، جانتے ہو شقی محروم کون ہے؟ صحابہؓ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ شقی محروم نماز کا چھوڑنیوالا ہے،

اس کا کوئی حصہ اسلام میں نہیں، ایک حدیث میں ہے کہ دیدہ و دانستہ بلا عذر نماز چھوڑنیوالے کی طرف حق تعالیٰ قیامت میں التفات ہی نہ فرمائیں گے، اور عذابِ الیم (دکھ دینے والا عذاب) اس کو دیا جائے گا، ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ دس آدمیوں کو خاص طور سے عذاب ہوگا، منجملہ ان کے نماز چھوڑنیوالا بھی ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے، اور فرشتے منہ اور پشت پر ضرب لگا رہے ہوں گے، جنت کہے گی کہ میرا تیرا کوئی تعلق نہیں، نہ میں تیرے لئے نہ تو میرے لئے، دوزخ کہے گی کہ آجا میرے پاس آجا، تو میرے لئے ہے میں تیرے لئے ہوں، یہ بھی نقل کیا ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس کا نام ہے لم لم، اس میں سانپ ہیں جو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں، اور ان کی لمبائی ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہے، اس میں نماز چھوڑنیوالے کو عذاب دیا جائے گا

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک میدان ہے جس کا نام جُبّ الحزن ہے وہ بچھوؤں کا گھر ہے اور ہر بچھو خچر کے برابر بڑا ہے، وہ بھی نماز چھوڑنیوالوں کو ڈسنے کے لئے ہیں، ہاں مولائے کریم معاف کر دے تو کون پوچھنے والا ہے، مگر کوئی معافی چاہے بھی تو، ابن حجرؒ نے زواجر میں لکھا ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوگیا، اس کا بھائی دفن میں شریک تھا، اتفاق سے دفن کرتے ہوئے ایک تھیلی قبر میں گر گئی، اس وقت خیال نہیں آیا، بعد میں یاد آئی تو بہت رنج ہوا چپکے سے قبر کھول کر نکالنے کا ارادہ کیا، قبر کو کھولا تو آگ کے شعلوں سے بھر رہی تھی، روتا ہوا ماں کے پاس آیا اور حال بیان کیا، اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے، ماں نے بتایا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور قضا کر دیتی تھی، اعاذنا اللہ منہا،

⑨ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سَهْمَ فِي الْاِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهٗ، اخرجه البزار واخرج الحاكم عن عائشة رضـ مرفوعًا وصححه ثلث احلف عليهن لا يجعل الله من له سهم في الاسلام كمن لا سهم له وسهام الاسلام الصلوة والصوم والصدقة الحديث واخرج الطبراني في الاوسط عن ابن عمرؓ مرفوعًا لا دين لمن لا صلوة له انما موضع الصلوة من الدين كموضع الرأس من الجسد كذا في الدر المنثور،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں کوئی بھی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز نہ پڑھتا ہو، اور بے وضو کی نماز نہیں ہوتی، دوسری حدیث میں ہے کہ دین بغیر نماز کے نہیں ہے، نماز دین کے لئے ایسی ہے جیسا آدمی کے بدن کے لئے سر ہوتا ہے،

ف: جو لوگ نماز نہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا حمیتِ اسلامی کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات پر غور کریں، اور جن اسلاف کی کامیابیوں تک پہونچنے کے خواب دیکھتے ہیں اُن کے حالات کی بھی تحقیق کریں کہ وہ دین کو کس مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے، پھر دُنیا اُن کے قدم کیوں نہ چُومتی، حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کی آنکھ میں پانی اُتر آیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر چند روز آپ نماز نہ پڑھ سکیں گے، انھوں نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے وہ اللہ جل شانہٗ کے یہاں ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس پر ناراض ہوں گے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں نے کہا پانچ دن لکڑی پر سجدہ کرنا پڑیگا، انھوں نے فرمایا کہ ایک رکعت بھی اس طرح نہیں پڑھوں گا، عمر بھر بینائی کو صبر کر لینا ان حضرات کے یہاں اس سے سہل تھا کہ نماز چھوڑیں، حالانکہ اس عذر کی وجہ سے نماز کا چھوڑنا جائز بھی تھا، حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ میں جب برچھا مارا گیا تو ہر وقت خون جاری رہتا تھا، اور اکثر اوقات غفلت رہتی تھی، حتیٰ کہ اسی غفلت میں وِصال بھی ہو گیا، مگر بیماری کے ان دنوں میں جب نماز کا وقت ہوتا تو انکو ہوشیار کیا جاتا اور نماز کی درخواست کی جاتی، وہ اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور یہ فرماتے کہ ہاں ہاں ضرور جو شخص نماز نہ پڑھے اسلام میں اس کا کوئی حصّہ نہیں، ہمارے یہاں بیمار کی خیر خواہی راحت رسانی اس میں سمجھی جاتی ہے کہ اس کو نماز کی تکلیف نہ دی جائے، بعد میں فدیہ دیدیا جائے گا، اُن حضرات کے یہاں خیر خواہی یہ تھی جو عبادت بھی چلتے چلاتے کر سکے دریغ نہ کیا جائے ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بہ کجا

حضرت علی رضؓ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادم مانگا، کہ کاروبار میں مدد کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین غلام ہیں جو پسند ہو لے لو، انھوں نے عرض کیا، آپ ہی پسند فرمادیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اس کو لے لو یہ نمازی ہے مگر اس کو مارنا نہیں، ہمیں نمازیوں کے مارنے کی ممانعت ہے، اس قسم کا واقعہ ایک اور صحابی ابوالہیثم رضؓ کے ساتھ بھی ہوا، انھوں نے بھی حضور علیہ السلام سے غلام مانگا تھا، اس کے بالمقابل ہمارا ملازم نمازی بن جائے تو ہم اس کو طعن کرتے ہیں، اور حماقت سے اس کی نماز میں اپنا حرج سمجھتے ہیں، حضرت سفیان ثوریؒ پر ایک مرتبہ غلبۂ حال ہوا تو سات روز تک گھر میں رہے، نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ سوتے تھے، شیخؒ کو اس کی اطلاع کی گئی،

دریافت کیا گیا کہ نماز کے اوقات تو محفوظ رہتے ہیں (یعنی نماز کے اوقات کا تو اہتمام رہتا ہی) لوگوں نے عرض کیا کہ نماز کے اوقات بیشک محفوظ ہیں، فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ لِلشَّیْطٰنِ عَلَیْہِ سَبِیْلًاؕ تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے شیطان کو اس پر مسلط ہونے دیا (بہجۃ النفوس)

باب دوم جماعت کے بیان میں

جیسا کہ شروع رسالہ میں لکھا جا چکا ہی، بہت سے حضرات نماز پڑھتے ہیں لیکن جماعت کا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح نماز کے بارہ میں بہت سخت تاکید آئی ہو اسی طرح جماعت کے بارے میں بھی بہت سی تاکیدیں وارد ہوئی ہیں اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں، پہلی فصل جماعت کے فضائل میں، دوسری فصل جماعت کے چھوڑنے پر عتاب میں

فصل اوّل، جماعت کے فضائل میں

(۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے افضل ہے۔

رواہ مالک والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی کذا فی الترغیب،

ف: جب آدمی نماز پڑھتا ہی اور ثواب ہی کی نیت سے پڑھتا ہی تو معمولی سی بات ہی کہ گھر میں نہ پڑھے مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھ لے کہ نہ اس میں کچھ مشقت ہی، نہ دِقّت، اور اتنا بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے، کون شخص ایسا ہوگا جس کو ایک روپیہ کے ستائیس یا اٹھائیس روپے ملتے ہوں اور وہ ان کو چھوڑ دے، مگر دین کی چیزوں میں اتنے بڑے نفع سے بھی بے توجہی کی جاتی ہے، اسکی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کو دین کی پروا نہیں، اس کا نفع ہم لوگوں کی نگاہ میں نفع نہیں، دنیا کی تجارت جس میں ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ نفع ملتا ہی اس کے پیچھے دن بھر خاک چھانتے ہیں، آخرت کی تجارت جس میں ستائیس گنا نفع ہے وہ ہمارے لئے مصیبت ہے، جماعت کی نماز کے لئے جانے میں دُکان کا نقصان سمجھا جاتا ہے، بکری کا بھی نقصان بتایا جاتا ہے، دُکان کے بند کرنے کی بھی دقّت کہی جاتی ہے، لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ جلّ شانہٗ کی

عظمت ہی اللہ کے وعدوں پر اُن کو اطمینان ہو اُس کے اجر و ثواب کی کوئی قیمت ہو ان کے ہاں یہ لچر عذر کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے، ایسے ہی لوگوں کی اللہ جل شانہ نے کلام پاک میں تعریف فرمائی ہے، رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ (الآیہ) تیسرے باب کے شروع میں پوری آیت مع ترجمہ موجود ہی، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جو معمول اذان کے بعد اپنی تجارت کے ساتھ تھا وہ حکایاتِ صحابہؓ کے پانچویں باب میں مختصر طور پر گزر چکا، سالم حدادؒ ایک بزرگ تھے، تجارت کرتے تھے، جب اذان سنتے تو رنگ متغیر ہو جاتا، اور زرد پڑ جاتا، بے قرار ہو جاتے، دُکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے، اور یہ اشعار پڑھتے ؎

إِذَا مَا دَعَا دَاعِيكُمْ قُمْتُ مُسْرِعًا ❊ مُجِيبًا لِمَوْلًى جَلَّ لَيْسَ لَهُ مِثْلُ

جب تمہارا منادی (مؤذن) پکارنے کے واسطے کھڑا ہو جاتا ہی تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں، ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے، اس کا کوئی مثل نہیں،

أُجِيبُ إِذَا نَادَى بِسَمْعٍ وَّطَاعَةٍ ❊ وَبِي نَشْوَةٌ لَبَّيْكَ يَا مَنْ لَّهُ الْفَضْلُ

جب وہ منادی (مؤذن) پکارتا ہے تو میں بحالتِ نشاط اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ جواب میں کہتا ہوں کہ فضل و بزرگی والے، لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں،

وَيَصْفَرُّ لَوْنِي خِيفَةً وَّمَهَابَةً ❊ وَيَرْجِعُ لِي عَنْ كُلِّ شُغْلٍ بِهٖ شُغْلُ

اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے، اور اس کی پاک ذات کی مشغولی مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے،

وَحَقِّكُمْ مَا لَذَّ لِي غَيْرُ ذِكْرِكُمْ ❊ وَذِكْرُ سِوَاكُمْ فِي فَمِي قَطُّ لَا يَحْلُو

تمہارے حق کی قسم تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز لذیذ نہیں معلوم ہوتی، اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں بھی مجھے مزا نہیں آتا،

مَتٰى يَجْمَعُ الْأَيَّامُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ❊ وَيَفْرَحُ مُشْتَاقٌ إِذَا جُمِعَ الشَّمْلُ

دیکھئے زمانہ مجھ کو اور تم کو کب جمع کریگا، اور مشتاق تو جب ہی خوش ہوتا ہے جب اجتماع نصیب ہوتا ہے،

فَمَنْ شَاهَدَتْ عَيْنَاهُ نُوْرَ جَمَالِكُمْ ❊ يَمُوتُ اشْتِيَاقًا نَحْوَكُمْ قَطُّ لَا يَسْلُوْا

جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے تمہارے اشتیاق میں مر جائے گا، کبھی بھی تسلی نہیں پا سکتا، (نزہۃ المجالس)

حدیث میں آیا ہے کہ (جو لوگ کثرت سے مسجد میں رہتے ہوں وہ) مسجد کے کھونٹے ہیں، فرشتے اُن کے ہم نشین ہوتے ہیں، اگر وہ بیمار ہوجائیں تو فرشتے اُن کی عیادت کرتے ہیں اور وہ کام کو جائیں تو فرشتے اُن کی اعانت کرتے ہیں (حاکم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تُضْعَفُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَّذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ مَالَمْ یُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ، (رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وابوداود والترمذی وابن ماجۃ کذا فی الترغیب)

(۲) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کی وہ نماز جو جماعت سے پڑھی گئی ہو اس نماز سے جو گھر میں پڑھ لی ہو یا بازار میں پڑھ لی ہو، پچیس درجہ المضاعف ہوتی ہے، اور بات یہ ہے کہ جب آدمی وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے پھر مسجد کی طرف صرف نماز کے ارادہ سے چلتا ہے کوئی اور ارادہ اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتا تو جو قدم بھی رکھتا ہے اس کی وجہ سے ایک نیکی بڑھ جاتی ہے اور ایک خطا معاف ہوجاتی ہے، اور پھر جب نماز پڑھ کر اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو جب تک وہ باوضو بیٹھا رہیگا فرشتے اسکے لئے مغفرت اور رحمت کی دعاء کرتے رہتے ہیں اور جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے وہ نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے"

ف: پہلی حدیث میں ستائیس[۲۷] درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی، اور اس حدیث میں پچیس[۲۵] درجہ کی، ان دونوں حدیثوں میں جو اختلاف ہوا ہے علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں، جو شروح حدیث میں مذکور ہیں منجملہ اُن کے یہ ہے کہ یہ نمازیوں کے حال کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس درجہ کی زیادتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی وجہ سے ستائیس کی ہوجاتی، بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول فرمایا ہے، کہ سرّی نمازوں میں پچیس ہے اور جہری میں ستائیس ہے، بعض نے ستائیس عشاء اور صبح کے لئے بتایا ہے کہ ان دونوں نمازوں میں جانا مشکل معلوم ہوتا ہے، اور پچیس باقی نمازوں میں، بعض شراح نے لکھا ہے کہ امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی ہی چلی گئی، جیسا کہ اور بھی

بہت سی جگہ اس کا ظہور ہو، اس لئے اوّل پچیس درجہ تھا بعد میں ستائیس ہو گیا، بعض شراح نے ایک عجیب بات لکھی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بہت زیادہ ہو، اس لئے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجہ کی زیادتی ہے بلکہ یہ ارشاد ہو کہ پچیس درجہ المضاعف ہوتی ہے، جس کا ترجمہ دو چند اور دُوگنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پچیس مرتبہ تک دوگنا اجر ہوتا چلا جاتا ہے، اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چوّن ہزار چارسو بتیس (۳۳۵۵۴۴۳۲) درجہ ہوا، حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت سے یہ ثواب کچھ بعید نہیں، اور جب نماز کے چھوڑنے کا ایک حقبہ ہو جو پہلے باب میں گزرا تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرینِ قیاس بھی ہے،

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ تو خود ہی غور کر لینے کی چیز ہے کہ جماعت کی نماز میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح حسنات کا اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطاء کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے، بنو سلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا، اُن کے مکانات مسجد سے دُور تھے، انھوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب کہیں منتقل ہو جائیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہیں رہو، تمھارے مسجد تک آنے کا ہر ہر قدم لکھا جاتا ہے، ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص وضو کر کے گھر سے نماز کو جاوے وہ ایسا ہی جیسا کہ گھر سے احرام باندھکر حج کو جاوے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکا تو اس کے بعد جب تک مصلے پر رہی فرشتے رحمت اور مغفرت کی دُعاء کرتے رہتے ہیں، فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں، انکی دُعاء کی برکات خود ظاہر ہیں، محمدؒ ابن سماعہؒ ایک بزرگ عالم ہیں، جو امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے شاگرد ہیں، ایک سو تین برس کی عمر میں انتقال ہوا، اس وقت دو سو رکعات نفل روزانہ پڑھتے تھے، کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیرِ اُولیٰ فوت نہیں ہوئی، صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا ہو اس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیرِ اُولیٰ فوت ہو گئی تھی، تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہو اس نماز کو پچیس دفعہ پڑھا تاکہ وہ عدد پورا ہو جاوے، تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمدؒ! پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا؟ (فوائدِ بہجۃ) ملائکہ کی آمین کا مطلب یہ ہے کہ

بہت سی احادیث میں یہ ارشادِ نبوی آیا ہے کہ جب امام سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اُس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، تو خواب میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے، مولانا عبدالحیؒ فرماتے ہیں کہ اس قصے میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے میں حاصل ہو ہی نہیں سکتا، چاہے ایک ہزار مرتبہ اس کو پڑھ لے، اور یہ ظاہر بات ہے کہ ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت، نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دُعا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے، اُن کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں، ایک ضروری امر یہ بھی قابلِ لحاظ ہے علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی دُعا کا مستحق جب ہی ہو گا جب نماز نماز بھی ہو، اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پُرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر مار دی گئی تو پھر فرشتوں کی دُعا کا مستحق نہیں ہوتا۔ (بہجہ)

(۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوٰتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ يَّتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَّلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمٌ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں مسلمان بن کر حاضر ہو وہ ان نمازوں کو ایسی جگہ ادا کرنے کا اہتمام کرے جہاں اذان ہوتی ہے، (یعنی مسجد میں) اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایسی سنتیں جاری فرمائی ہیں جو سراسر ہدایت ہیں، انہی میں سے یہ جماعت کی نمازیں ہیں، اگر تم لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ فلاں شخص پڑھتا ہے تو تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے چھوڑنے والے ہو گے اور یہ سمجھ لو کہ اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے، اور جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد مسجد کی طرف جائے، تو

مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يَاْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى

ہر ہر قدم پر ایک ایک نیکی لکھی جائے گی، اور ایک ایک خطا معاف ہوگی، اور ہم تو اپنا یہ حال دیکھتے تھے کہ جو شخص کھلّم کھلا منافق ہو وہ تو جماعت سے رہ جاتا تھا، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عام منافقوں کو بھی نماز چھوڑنے کی ہمّت نہ ہوتی تھی، یا کوئی سخت بیمار ہو، ورنہ جو شخص دو آدمیوں کے سہارے سے گھسٹتا ہوا جا سکتا تھا وہ بھی صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا"

وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى اَلصَّلٰوةُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ، رواه مسلم وابی داؤد والنسائی وابن ماجة كذا فی الترغيب وفی الدر المنثور والسنة نوعان سنة الهدی وتاركها يستوجب اساءة كالجماعة والاذان والزوائد وتاركها لا يستوجب اساءة كسير النبی صلی الله عليه وسلم فی لباسه وقعوده كذا فی نور الانوار والاضافة فی سنة الهدی بيانية ای سنة هی هدی والحمل مبالغة كذا فی قمر الاقمار،

ف: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ اگر بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا، چاہے دو آدمیوں کو کھینچ کر لیجانے کی نوبت آتی، اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا جبکہ اُن کے اور ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کا اہتمام تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں یہی صورت پیش آئی، کہ مرض کی شدّت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی، اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے تھے، آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباسؓ اور ایک دوسرے صحابی کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے، کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا، حضرت ابوبکرؓ نے تعمیلِ ارشاد میں نماز پڑھانا شروع کر دی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جا کر نماز میں شریک ہوئے (صحیحین)

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے،

اور اپنے آپ کو مُردوں کی فہرست میں شمار کیا کر (زندوں میں اپنے آپ کو سمجھ ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج) اور مظلوم کی بد دعا سے اپنے کو بچا اور تو جب اتنی بھی طاقت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہو سکے تو دریغ نہ کر، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے، اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کتنا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے انکو پڑھتے،[1]

(۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِىْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ، رواه الترمذی

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ اس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اُولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں، ایک پروانہ جہنم سے چھٹکارے کا، دوسرا نفاق سے بَری ہونے کا۔"

وقال لا اعلم رفعه الا ماروی مسلم بن قتیبة عن طعمة ابن عمرو وقال المملی ومسلم وبقیة رواته ثقات كذا فی الترغیب قلت وله شواهد من حدیث عمرؓ رفعه من صلی فی مسجد جماعة اربعین لیلة لا تفوته الركعة الاولى من صلوٰة العشاء كتب الله له بها عتقا من النار رواه ابن ماجة واللفظ له والترمذی وقال نحو حدیث انسؓ یعنی المتقدم ولم یذكر لفظ وقال مرسل ان عمارة الراوی عن انسؓ لم یدرك انسا وعزاه فی منتخب الكنز الی البیهقی فی الشعب وابن عساكر وابن النجار،

[1] ترغیب،

ف: یعنی جو اس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز پڑھے کہ شروع ہی سے امام کے ساتھ شریک ہو اور نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے تو وہ شخص نہ جہنم میں داخل ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا، منافق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اپنے کو مسلمان ظاہر کریں لیکن دل میں کفر رکھتے ہوں، اور چالیس دن کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ حالات کے تغیر میں چالیس دن کو خاص دخل ہے، چنانچہ آدمی کی پیدائش کی ترتیب جس حدیث میں آئی ہے اس میں بھی چالیس دن تک نطفہ رہنا پھر گوشت کا ٹکڑا چالیس دن تک، اسی طرح چالیس چالیس دن میں اس تغیر کا ذکر فرمایا ہے، اسی وجہ سے صوفیہ کے یہاں چلہ بھی خاص اہمیت

رکھتا ہے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی برسوں بھی تکبیرِ اُولیٰ فوت نہیں ہوتی،

(۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا (كذا فى الاصل ولفظ ابى داؤد شيئا بالنصب وهو الظاهر) رواه ابوداؤد والنسائى والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم كذا فى الترغيب وفيه ايضا عن سعيد بن المسيب قال حضر رجلا من الانصار الموت فقال انى محدثكم حديثا ما احدثكموه الا احتسابا انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا توضاء احدكم فاحسن الوضوء الحديث وفيه فان اتى المسجد فصلى فى جماعة غفر له فان اتى المسجد وقد صلوا بعضا وبقى بعض صلے ما ادرك واتم ما بقى كان كذلك فان اتى المسجد وقد صلوا فاتم الصلوة كان كذلك رواه ابوداؤد،

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچکر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا، اور اس ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنھوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے"

ف: اللہ کا کس قدر انعام واحسان ہے کہ محض کوشش اور سعی پر جماعت کا ثواب مل جائے گو جماعت نہ مل سکے، اللہ کی اس دین پر بھی ہم لوگ خود ہی نہ لیں تو کسی کا کیا نقصان ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ محض اس کھٹکے سے کہ جماعت ہو چکی ہوگی مسجد میں جانا ملتوی نہ کرنا چاہئے، اگر جا کر معلوم ہو کہ ہو چکی ہے تب بھی ثواب تو مل جائے گا، البتہ اگر پہلے سے یقیناً معلوم ہو جاوے کہ جماعت ہو چکی ہے تو مضائقہ نہیں،

(۶) عَنْ قُبَاثِ بْنِ اَشْیَمَ اللَّیْثِیِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلَیْنِ یَؤُمُّ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ اَزْکٰی عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةِ اَرْبَعَةٍ تَتْرٰی وَصَلٰوةُ اَرْبَعَةٍ اَزْکٰی عِنْدَ

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ دو آدمیوں کی جماعت کی نماز کہ ایک امام ہو ایک مقتدی، اللہ کے نزدیک چار آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ نماز سے زیادہ پسندیدہ ہے، اسی طرح چار آدمیوں کی جماعت کی نماز آٹھ

اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرٰى وَصَلٰوةُ ثَمَانِيَةٍ يَّؤُمُّهُمْ اَحَدُهُمْ اَزْكٰى عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ صَلٰوةِ مِائَةٍ تَتْرٰى رواه البزار والطبرانی باسناد لاباس به كذا فی الترغيب فی مجمع الزوائد رواه البزار والطبرانی فی الكبير ورجال

آدمیوں کی متفرق نماز سے زیادہ محبوب ہے، اور آٹھ آدمیوں کی جماعت کی نماز سو آدمیوں کی متفرق نمازوں سے بڑھی ہوئی ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے، اسی طرح جتنی بڑی جماعت میں نماز پڑھی جائے گی وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے مختصر جماعت سے۔"

الطبرانی موثقون وعزاه فی الجامع الصغير الی الطبرانی والبيهقی ورقم له بالصحة وعن ابی ابن كعب رفعه بمعنی حديث الباب فيه قصة وفی آخره وكلما كثر فهو احب الی الله عزوجل رواه احمد وابوداؤد والنسائی وابن خزيمة وابن حبان فی صحيحهما والحاكم وقد جزم يحيی بن معين والذهلی بصحة هذا الحديث كذا فی الترغيب

ف: جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دو چار آدمی مل کر گھر دُکان وغیرہ پر جماعت کر لیں وہ کافی ہے، اوّل تو اس میں مسجد کا ثواب شروع ہی سے نہیں ہوتا، دوسرے کثرتِ جماعت کے ثواب سے بھی محرومی ہوتی ہے، مجمع جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے واسطے ایک کام کرنا ہے تو پھر جس طریقہ میں اس کی خوشنودی زیادہ ہو اسی طریقہ سے کرنا چاہیے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ تین چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، ایک جماعت کی صف کو، ایک اس شخص کو جو آدھی رات (تہجد) کی نماز پڑھ رہا ہو، تیسرے اس شخص کو جو کسی لشکر کے ساتھ لڑ رہا ہو (جامع الصغیر)

(۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، رواه ابن ماجة وابن

حضرت سہل رضؓ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجدوں میں بکثرت جاتے رہتے ہیں ان کو قیامت کے دن پورے پورے نور کی خوش خبری سنا دے۔"

خزيمة فی صحيحه والحاكم واللفظ له وقال صحيح علی شرط الشيخين كذا فی الترغيب فی المشكوٰة برواية الترمذی وابی داؤد عن بريدة ثم قال رواه ابن ماجة عن سهل بن سعد وانس اه قلت وله شاهد وفی

منتخب کنز العمال بروایۃ الطبرانی عن ابی امامۃ بلفظ بَشِّرِ الْمُدْلِجِیْنَ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ بِمَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا یَفْزَعُوْنَ ذکر السیوطی فی الدر المنثور فی تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ عدۃ روایات فی ھذا المعنیٰ

ف: یعنی آج دنیا میں اندھیری رات میں مسجد میں جانے کی قدر اس وقت معلوم ہوگی، جب قیامت کا ہولناک منظر سامنے ہوگا، اور ہر شخص مصیبت میں گرفتار ہوگا، آج کے اندھیروں کی مشقت کا بدلہ اور اس کی قدر اُس وقت ہوگی جب ایک چمکتا ہوا نور اور آفتاب سے کہیں زیادہ روشنی اُن کے ساتھ ساتھ ہوگی، ایک حدیث میں ہے کہ وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے، اور بے فکر، اور لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے،

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کے پڑوسی کون؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنیوالے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں، اور سب میں زیادہ ناپسند بازار ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں، (جامع الصغیر) ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت ابو سعید رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو (جامع الصغیر) اس کے بعد اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ یہ آیت تلاوت فرمائی، یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، (دُر)

ایک حدیث میں وارد ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے (جامع الصغیر) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دُور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا (ایضاً) اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر ہر قدم پر اجر و ثواب ہے، اور جتنی دُور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے، اسی وجہ سے بعض صحابہ رضؓ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین۳ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو ان کا ثواب معلوم ہو جائے تو لڑائیوں سے اُن کو حاصل کیا جائے، ایک اذان کہنا، دوسری جماعت کی نمازوں کے لئے دوپہر کو جانا، تیسری پہلی صف میں نماز پڑھنا (جامع الصغیر) ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا، اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا، سات آدمی ایسے

ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے، اُن میں ایک وہ شخص بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے، کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد ہی میں جانے کی خواہش ہو، ایک حدیث میں وارد ہے جو شخص مسجد سے اُلفت رکھتا ہے اللہ جل شانہٗ اُس سے الفت فرماتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

شریعت مطہرہ کے ہر حکم میں خیر و برکت، اجر و ثواب تو بے پایاں ہے ہی اس کے ساتھ ہی بہت سی مصلحتیں بھی ان احکام میں جو ملحوظ ہوتی ہیں اُن کی حقیقت تک پہنچنا تو مشکل ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علوم اور اُن کے مصالح تک کس کی رسائی ہے، مگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق جہاں تک اپنی سمجھ کام دیتی ہے ان کے مصالح بھی سمجھ میں آتے ہیں، اور جتنی استعداد ہوتی ہے اتنی ہی خوبیاں ان احکام کی معلوم ہوتی رہتی ہیں، علماء نے جماعت کے مصالح بھی اپنی اپنی سمجھ کے موافق تحریر فرمائے ہیں، ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر اس کے متعلق ارشاد فرمائی ہے، جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ:۔

رُسم و رواج کے مہلکات سے بچنے کے لئے اس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنالیا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے، اور ہر شخص کے سامنے خواہ سمجھدار ہو یا ناسمجھ وہ ادا کی جاسکے، اس کے ادا کرنے میں شہری اور غیر شہری برابر ہوں مسابقت اور تفاخر اسی پر کیا جائے، اور ایسی عام ہو جائے کہ ضروریاتِ زندگی میں اس طرح داخل ہو جائے کہ اس سے علیحدگی ناممکن اور دشوار بن جائے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لئے مؤیّد ہو جائے، اور وہ رسم و رواج جو موجبِ مضرت و نقصان تھا وہی حق کی طرف کھینچنے والا بن جائے، اور چونکہ عبادات میں کوئی عبادت نماز سے زیادہ مہتم بالشان اور دلیل و حجت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی نہیں اس لئے ضروری ہوا کہ آپس میں اس کے لئے رواج کو خوب شائع کیا جائے اور اس کے لئے خاص طور سے اجتماع کیا جائے، اور آپس میں اتفاق سے اس کو ادا کیا جائے نیز مذہب اور دین میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مقتدا ہوتے ہیں کہ ان کا اتباع کیا جاتا ہے، اور کچھ لوگ دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی معمولی سی ترغیب و تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں، اور کچھ لوگ تیسرے درجہ میں بہت ناکارہ اور ضعیف الاعتقاد

ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اگر مجمع میں عبادت کا مکلّف نہ کیا جائے تو وہ سُستی اور کاہلی کی وجہ سے عبادت بھی چھوڑ دیتے ہیں، اس وجہ سے مصلحت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ یہ سب لوگ اجتماعی طور پر عبادت کو ادا کریں تاکہ جو لوگ عبادت کو چھوڑنیوالے ہیں وہ عبادت کرنیوالوں سے ممتاز ہو جائیں، اور رغبت کرنے والوں اور بے رغبتی کرنے والوں میں کھلا تفاوت ہو جائے اور ناواقف لوگ علماء کے اتباع سے واقف بنجائیں، اور جاہل لوگوں کو عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے، اور اللہ کی عبادت ان لوگوں میں اس پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سے ہو جائے جو کسی ماہر کے سامنے رکھی جائے جس سے جائز، ناجائز اور کھرے کھوٹے میں کھلا فرق ہو جائے، جائز کی تقویت کی جائے اور ناجائز کو روکا جائے،

اس کے علاوہ مسلمانوں کے ایسے اجتماع میں جس میں اللہ کی طرف رغبت کرنیوالے اس کی رحمت کے طلب کرنیوالے اس سے ڈرنیوالے موجود ہوں، اور سب کے سب اللہ ہی کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہوں، برکتوں کے نازل ہونے اور رحمت کے متوجّہ ہونے کی عجیب خاصیت رکھی ہے نیز امتِ محمدیہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ ہو، اور یہ ممکن نہیں جب تک یہ طریقہ رائج نہ ہو، سب کے سب عوام و خواص شہر کے رہنے والے، چھوٹے بڑے ایک جگہ جمع ہو کر اس چیز کو جو اسلام کا سب سے بڑا شعار ہے اور سب سے بالاتر عبادت ہے ادا نہ کریں، ان وجوہ سے شریعت جمعہ اور جماعت کے اہتمام کی طرف متوجّہ ہوئی، ان کے اظہار و اعلان کی ترغیبیں اور چھوڑنے پر وعیدیں نازل ہوئیں، اور چونکہ اظہار و اجتماع ایک صرف محلہ اور قبیلہ کا ہے اور ایک تمام شہر کا، اور محلہ کا اجتماع ہر وقت سہل ہے، اور تمام شہر کا ہر وقت مشکل ہے، کہ اس میں تنگی ہے اس لئے محلّہ کا اجتماع ہر نماز کے وقت قرار دیا، اور جماعت کی نماز اس کیلئے مشروع ہوئی، اور تمام شہر کا اجتماع آٹھویں دن قرار دیا اور جمعہ کی نماز اس کیلئے تجویز ہوئی،

دُوسری فصل، جماعت کے چھوڑنے پر عتاب کے بیان میں،

حق تعالیٰ شانہ، نے اپنے احکام کی پابندی پر جیسے کہ انعامات کا وعدہ فرمایا ہے ایسے ہی تعمیل نہ کرنے پر ناراضی اور عتاب بھی فرمایا ہے، یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ تعمیل میں بیکراں انعامات کا وعدہ ہے، ورنہ بندگی کا مقتضا صرف عتاب ہی ہونا چاہئے تھا کہ بندگی کا فرض ہے تعمیل ارشاد، پھر اس پر انعام کے کیا معنی، اور نافرمانی کی صورت میں جتنا بھی عتاب و عذاب

ہو وہ برمحل کہ آقا کی نافرمانی سے بڑھکر اور کیا جرم ہو سکتا ہی پس کسی خاص عتاب یا تنبیہ کے فرمانے کی ضرورت نہ تھی، مگر پھر بھی اللہ جل شانہٗ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر شفقت فرمائی کہ طرح طرح سے متنبہ فرمایا، اس کے نقصانات بتائے، مختلف طور سے سمجھایا، پھر بھی ہم نہ سمجھیں تو اپنا ہی نقصان ہے،

(۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوةُ الَّتِىْ صَلّٰى، رواہ ابوداؤد وابن حبان فی صحیحہ وابن ماجۃ بنحوہ کذا فی الترغیب فی المشکوۃ رواہ ابوداؤد والدارقطنی،

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے (وہیں پڑھ لے) تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی صحابہؓ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہی؟ ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ہو“

ف: قبول نہ ہونیکے یہ معنی ہیں کہ اس نماز پر جو ثواب اور انعام حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہوتا وہ نہ ہوگا، گو فرض ذمہ سے اُتر جائیگا، اور یہی مراد ہے ان حدیثوں سے جن میں آیا ہی کہ اس کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے کہ ایسا ہونا بھی کچھ ہونا ہوا جس پر انعام واکرام نہ ہوا، یہ ہمارے امام کے نزدیک ہی، ورنہ صحابہؓ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک ان احادیث کی بناء پر بلا عذر جماعت کا چھوڑنا حرام ہے، اور جماعت سے پڑھنا فرض ہی، حتیٰ کہ بہت سے علماء کے نزدیک نماز ہوتی ہی نہیں، حنفیہ کے نزدیک اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر جماعت کے چھوڑنے کا مجرم تو ہوگا ہی، حضرت ابن عباسؓ سے ایک حدیث میں یہ بھی نقل کیا گیا کہ اس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، حضرت ابن عباسؓ کا یہ بھی ارشاد ہی کہ جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت سے نماز نہ پڑھے، نہ اُس نے بھلائی کا ارادہ کیا نہ اُس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سُنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اُس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جاویں یہ بہتر ہے،

(۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ سراسر ظلم ہی اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اللہ کے منادی (یعنی مؤذن) کی

مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِیْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یُجِیْبُہٗ، آواز سنے اور نماز کو نہ جاوے"۔

رواہ احمد والطبرانی من روایۃ زبان بن فائد کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الکبیر وزبان ضعفہ ابن معین ووثقہ ابوحاتم اھ وعزاہ فی الجامع الصغیر الی الطبرانی ورقم لہ بالضعف،

ف : کتنی سخت وعید اور ڈانٹ ہے اس حدیث پاک میں کہ اس کی اس حرکت کو کافروں کا فعل اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی، ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی کے لئے یہ کافی ہے کہ مؤذن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جاوے، سلیمان بن ابی حثمہؓ جلیل القدر لوگوں میں تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت سننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی، حضرت عمرؓ نے ان کو بازار کا نگراں بنا رکھا تھا، ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے، حضرت عمرؓ اس طرف تشریف لے گئے تو ان کی والدہ سے پوچھا کہ سلیمان آج صبح کی نماز میں نہیں تھے، والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہا، نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی، آپ نے فرمایا میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔

(۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْیَتِیْ فَیَجْمَعُوْا لِیْ حُزَمًا مِّنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰتِیْ قَوْمًا یُصَلُّوْنَ فِیْ بُیُوْتِھِمْ لَیْسَتْ بِھِمْ عِلَّۃٌ فَاُحَرِّقُھَا عَلَیْھِمْ،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں، کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں، پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر کے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں، اور جا کر اُن کے گھروں کو جلا دوں"۔

رواہ مسلم وابوداؤد وابن ماجۃ والترمذی کذا فی الترغیب قال السیوطی فی الدر اخرج ابن ابی شیبۃ والبخاری ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رفعہ ثقل الصلوٰۃ علی المنافقین صلوٰۃ العشاء وصلوٰۃ الفجر ولو یعلمون ما فیہما لاتوھما ولو حبوًا ولقد ھممت ان امر بالصلوٰۃ فتقام الحدیث بنحوہ،

ف : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اُس شفقت اور رحمت کے جو اُمت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی گوارا نہ تھی، اُن لوگوں پر جو گھروں میں نماز

پڑھ لیتے ہیں اس قدر غصہ ہے کہ اُن کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں،

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ وَلَا تُقَامُ فِیْھِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا اسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِیَۃِ، رواہ احمد وابوداؤد والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما والحاکم وزاد رزین فی جامعہ وان ذئب الانسان الشیطان اذا خلا بہ اکلہ کذا فی الترغیب ورقم لہ فی الجامع الصغیر بالصحۃ وصححہ الحاکم واقرّ علیہ الذھبی،

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو اُن پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، اس لئے جماعت کو ضروری سمجھو، بھیڑیا اکیلی بکری کو کھاجاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اگر تین آدمی ہوں تو ان کو جماعت سے نماز پڑھنی چاہئے، بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اَولیٰ ہے، کسان عام طور سے اوّل تو نماز پڑھتے ہی نہیں کہ ان کے لئے کھیتی کی مشغولی اپنے نزدیک کافی عذر ہے، اور جو بہت دیندار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکیلے ہی پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ اگر چند کھیت والے بھی ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں تو کتنی بڑی جماعت ہو جائے اور کتنا بڑا ثواب حاصل کریں، چار پیسے کے واسطے گرمی، سردی، دھوپ، بارش سب سے بے نیاز ہو کر دن بھر مشغول رہتے ہیں، لیکن اتنا بڑا ثواب ضائع کرتے ہیں، اور اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے، حالانکہ یہ لوگ اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں تو اور بھی زیادہ ثواب کا سبب ہوتا ہے، حتیٰ کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پچاس نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بکریاں چرانیوالا کسی پہاڑ کی جڑ میں (یا جنگل میں) اذان کہتا ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بیحد خوش ہوتے ہیں، اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتے ہیں، دیکھو جی میرا بندہ اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اس کی مغفرت کر دی اور جنت کا داخلہ طے کر دیا۔ (جمع الفوائد)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ یَّصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ وَلَا یَشْھَدُ

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے

اَلْجَمَاعَةَ وَلَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ هٰذَا فِی النَّارِ رواہ الترمذی موقوفاً کذا فی الترغیب وفی تنبیہ الغافلین روی

اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا اس کے متعلق کیا حکم ہے) آپؓ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

عن مجاھد ان رجلا جاء الی ابن عباس فقال یا ابن عباس ما تقول فی رجل فذکرہ بلفظہ زاد فی اٰخرہ فاختلف الیہ شھرا یسألہ عن ذٰلک وھو یقول ھو فی النار

ف: گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ بہرحال مسلمان ہے، مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہنا پڑیگا، جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی، اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں، حالانکہ کمالِ بزرگی اللہ کے محبوب کا اتباع ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ تین شخصوں پر حق تعالیٰ شانہٗ لعنت بھیجتے ہیں ایک اس شخص پر جس سے نمازی (کسی معقول وجہ سے) ناراض ہوں اور وہ امامت کرے، دوسرے اس عورت پر جس کا خاوند اس سے ناراض ہو، تیسرے اس شخص پر جو اذان کی آواز سنے اور جماعت میں شریک نہ ہو۔

اخرج ابن مردویہ عن کعب الحبر قال وَالَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰی مُوْسٰی وَالْاِنْجِیْلَ عَلٰی عِیْسٰی وَالزَّبُوْرَ عَلٰی دَاوٗدَ وَالْفُرْقَانَ عَلٰی مُحَمَّدٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ فِی الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَاتِ حَیْثُ یُنَادِیْ بِهِنَّ یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ الی قولہ وَهُمْ سَالِمُوْنَ الصلوٰۃ الخمس اذا نودی بھا واخرج البیھقی فی الشعب عن سعید بن جبیر قال الصلوات فی الجماعات واخرج البیھقی عن ابن عباس قال الرجل یسمع الاذان فلا یجیب الصلوٰۃ کذا فی الدر المنثور قلت وتمام الاٰیۃ یوم

(۶) حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے تورات حضرت موسیٰؑ پر اور انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور زبور حضرت داؤدؑ پر (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) نازل فرمائی، اور قرآن شریف سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ پڑھنے کے بارے میں جہاں اذان ہوتی ہو نازل ہوئی ہیں (ترجمہ آیات) جس دن حق تعالیٰ شانہٗ ساق کی تجلی فرمائیں گے (جو ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی) اور لوگ اس دن سجدہ کے لئے بلائے جاویں گے، تو یہ لوگ سجدہ نہیں کر سکیں گے، اُن کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہونگی، اور اُن پر ذلت

يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَّقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ،

چھائی ہوئی ہوگی، اس لئے کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بُلائے جاتے تھے اور یہ صحیح سالم تندرست تھے، پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے"

ف: ساق کی تجلّی ایک خاص قسم کی تجلّی ہے جو میدانِ حشر میں ہوگی، اس تجلّی کو دیکھکر سارے مسلمان سجدہ میں گر جائیں گے، مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہو جائیگی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی یہ کون لوگ ہوں گے؟ اس کے بارے میں تفسیریں مختلف وارد ہوئی ہیں، ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبارؓ سے منقول ہے اور اسی کے موافق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت کی نماز کے واسطے بُلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے، دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں ریا اور دکھلاوے کیواسطے نماز پڑھتے تھے، تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے، چوتھی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں، واللہ اعلم وعلمہ اتم، بہرحال اُس تفسیر کے موافق جسکو حضرت کعب احبارؓ قسم کھاکر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی امام تفسیر سے اس کی تائید ہوتی ہے کتنا سخت معاملہ ہے کہ میدانِ حشر میں ذلّت و نکبت ہو، اور جہاں سارے مسلمان سجدہ میں مشغول ہوں اس سے سجدہ ادا نہ ہوسکے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں جماعت کے چھوڑنے پر آئی ہیں، مسلمانوں کے لئے تو ایک بھی وعید کی ضرورت نہیں، کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم و ارشاد ہی سب کچھ ہے اور جسکو اس کی قدر نہیں اس کیلئے ہزار طرح کی وعیدیں بھی بیکار ہیں جب سزا کا وقت آئے گا تو پشیمانی ہوگی جو بیکار ہوگی،

تیسرا باب خشوع خضوع کے بیان میں

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ان میں بہت ایسے بھی ہیں جو جماعت کا بھی اہتمام فرماتے ہیں لیکن اس کے باوجود ایسی بُری طرح پڑھتے ہیں کہ وہ نماز بجائے اس کے

کہ ثواب اجر کا سبب ہونا قص ہونے کی وجہ سے مُنہ پر ماردی جاتی ہے، گو نہ پڑھنے سے یہ بھی بہتر ہے،
کیونکہ نہ پڑھنے کی صورت میں جو عذاب ہے وہ بہت زیادہ سخت ہے، اور اس صورت میں یہ ہوا کہ وہ
قابل قبول نہ ہوئی اور مُنہ پر پھینک کر ماردی گئی، اس پر کوئی ثواب نہیں ہوا، لیکن نہ پڑھنے میں جس درجہ
کی نافرمانی اور نخوت ہوتی وہ تو اس صورت میں نہ ہوگی، البتہ یہ مناسب ہے کہ جب آدمی وقت خرچ
کرے، کاروبار چھوڑے، مشقت اٹھائے تو اس امر کی کوشش کرنا چاہیئے کہ جتنی زیادہ سے زیادہ
وزنی اور قیمتی پڑھ سکے اس میں کوتاہی نہ کرے، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے گو وہ قربانی کے بارے
میں ہے مگر احکام تو سارے ایک ہی ہیں، فرماتے ہیں، لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا
وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ "نہ تو حق تعالیٰ سبحانہٗ کے پاس اُس کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا
خون بلکہ اس کے پاس تو تمہارا تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے"، پس جس درجہ کا اخلاص ہوگا اُسی
درجہ کی مقبولیت ہوگی، حضرت معاذؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب مجھے یمن کو بھیجا تو میں نے آخری وصیّت کی درخواست کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا، کہ اخلاص سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہے،
حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، اخلاص والوں کے
لئے خوش حالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں، اُن کی وجہ سے سخت سے سخت فتنے دُور ہو جاتے
ہیں، ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ضعیف لوگوں کی برکت
سے اس اُمّت کی مدد فرماتے ہیں، نیز ان کی دعا سے، اُن کی نماز سے، اُن کے اخلاص سے[۱]،
نماز کے بارے میں اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے، فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ
صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ○ بڑی خرابی ہے اُن لوگوں کیلئے جو اپنی نماز سے
بیخبر ہیں، جو ایسے ہیں کہ دکھلاوا کرتے ہیں"، بے خبر ہونے کی بھی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں،
ایک یہ کہ وقت کی خبر نہ ہو، قضا کردے، دوسرے یہ کہ متوجہ نہ ہو، اِدھر اُدھر مشغول ہو، تیسری
یہ کہ یہی خبر نہ ہو کتنی رکعتیں ہوئیں، دوسری جگہ منافقین کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے
وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا
قَلِيْلًا "اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں (کہ ہم بھی نمازی ہیں)
اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے، مگر بہت تھوڑا سا، ایک جگہ چند انبیاء علیٰ نبیّنا و
علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرما کر ارشاد ہے: فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا

[۱] ترغیب،

الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ○ "پس ان نبیوں کے بعد بعض ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا، اور خواہشاتِ نفسانیہ کے پیچھے پڑ گئے، سو عنقریب آخرت میں خرابی دیکھیں گے"۔ غیّ کا ترجمہ لغت میں گمراہی ہے جس سے مراد آخرت کی خرابی اور ہلاکت ہے، اور بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ "غیّ" جہنم کا ایک طبقہ ہے جس میں لہو پیپ وغیرہ جمع ہوگا، اس میں یہ لوگ ڈال دیئے جائیں گے، ایک جگہ ارشاد ہے:۔ وَمَا مَنَعَھُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْھُمْ نَفَقٰتُھُمْ اِلَّآ اَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَھُمْ کٰرِھُوْنَ ○ "اور اُن کی خیرات مقبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں ہے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کیا، اور نماز نہیں پڑھتے مگر کاہلی سے اور نیک کام میں خرچ نہیں کرتے مگر گرانی سے"۔ اس کے بالمقابل اچھی طرح سے نماز پڑھنے والوں کے بارے میں ارشاد ہے:۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ "بیشک کامیابی اور فلاح کو پہونچ گئے وہ مؤمن جو اپنی نماز میں خشوع کرنیوالے ہیں، اور وہ لوگ جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنیوالے ہیں (یا اپنے اخلاق کو درست کرنیوالے ہیں)، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور باندیوں کے کہ ان میں کوئی حرج نہیں، البتہ جو اُن کے علاوہ اور جگہ شہوت پوری کرنا چاہیں، وہ لوگ حد سے گذرنیوالے ہیں، اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد پیمان کی رعایت کرنیوالے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کا اہتمام کرنیوالے ہیں یہی لوگ جنّت کے وارث ہیں، جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے"۔ حدیث میں آیا ہے کہ فردوس جنّت کا اعلیٰ اور افضل ترین حصہ ہے، وہاں سے جنّت کی نہریں جاری ہوتی ہیں، اسی پر عرشِ الٰہی ہوگا، جب تم جنّت کی

ف: زکوٰۃ کی تفسیر میں اختلاف ہے کہ اس جگہ مشہور معنے زکوٰۃ کے مراد ہیں یا زکوٰۃ بدنی یعنی اپنی اصلاح اور نفس کا تزکیہ۔

دُعاء کیا کرو تو جنّت الفردوس مانگا کرو، دوسری جگہ نماز کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے: وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ (ترجمہ) "بے شک نماز دشوار ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے، اُن پر کچھ بھی دشوار نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اس کا خیال رکھتے ہیں کہ بلاشبہ وہ اپنے رب سے قیامت میں ملنے والے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کے جانیوالے ہیں" ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے: فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ لا يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (ترجمہ) "ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ جل شانہٗ نے حکم فرمادیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اُن کو بلند کیا جائے، ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، ایسے لوگ جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تو تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت غفلت میں ڈالتی ہے، وہ لوگ ایسے دن کی سختی سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائیں گی (یعنی قیامت کا دن) اور وہ لوگ یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ اُن کے نیک اعمال کا بدلہ اُن کو عطا فرمادیں، اور بدلہ سے بھی بہت زیادہ انعامات اپنے فضل سے عطا فرماویں، اور اللہ جل شانہٗ تو جس کو چاہتے ہیں بے شمار عطا فرمادیتے ہیں ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے ❊ در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ نماز قائم کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے ہمہ تن متوجہ رہے اور خشوع کے ساتھ پڑھے، قتادہ رضؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا کہ نماز کا قائم کرنا، اس کے اوقات کی حفاظت رکھنا اور وضو کا اور رکوع سجدے کا اچھی طرح ادا کرنا ہے، یعنی جہاں جہاں قرآن شریف میں اَقَامَ الصَّلٰوةَ اور يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ آیا ہے یہی مراد ہے، یہی لوگ ہیں جن کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے ارشاد فرمائی گئی: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ

قِیَامًا○ "اور رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر عاجزی سے (اکڑ کر نہیں چلتے)، اور جب اُن سے جاہل لوگ (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام (یعنی سلامتی کی بات کرتے ہیں جو رفع شر کرتی ہو یا بس دور ہی سے سلام) اور یہ وہ لوگ ہیں جو رات بھر گزار دیتے ہیں اپنے رب کیلئے سجدے کرنے میں اور نماز میں کھڑے رہنے میں"۔ آگے اُن کے اور چند اوصاف ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے: اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا○ "یہی لوگ ہیں جن کو جنت کے بالاخانے بدلہ میں دیئے جائیں گے، اس لئے کہ انھوں نے صبر کیا (یا دین پر ثابت قدم رہے) اور جنت میں فرشتوں کی طرف سے دعاء وسلام سے استقبال کیا جاویگا اور اس جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، کیا ہی اچھا ٹھکانا اور رہنے کی جگہ ہے"۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ○ (رب ۱۳ ع ۶) "اور فرشتے ہر دروازہ سے داخل ہوں گے اور کہیں گے کہ تم پر سلام (اور سلامتی) ہو، اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا (یا دین پر مضبوط اور ثابت قدم رہے) پس کیا ہی اچھا انجام کار ٹھکانا ہے"۔ انہی لوگوں کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے فرمائی گئی ہے: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○ "وہ لوگ ایسے ہیں کہ رات کو اُن کے پہلو اُن کی خوابگاہوں اور بستروں سے علحدہ رہتے ہیں، (کہ نماز پڑھتے رہتے ہیں) اور اپنے رب کو عذاب کے ڈر سے اور ثواب کی امید میں پکارتے رہتے ہیں، اور ہماری عطا کی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں، سو کوئی بھی نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں کے لئے کیا کچھ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان پردۂ غیب میں موجود ہے جو بدلہ ہے اُن کے نیک اعمال کا"۔ انہی لوگوں کی شان میں ہے: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ○ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ○ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ○ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○ (رب ۲۶ ع ۱۷) "بیشک متقی لوگ جنتوں اور پانی کے چشموں کے درمیان میں ہوں گے اور ان کو اُن کے رب اور مالک نے جو کچھ ثواب عطا فرمایا اس کو خوشی خوشی لے رہے ہوں گے، اور کیوں نہ ہو کہ وہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) اچھے کام کرنیوالے تھے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے، اور اخیر شب میں استغفار

کرنیوالے تھے "۔ ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ ۲۳ ع ۱۴) "کیا برابر ہو سکتا ہے بے دین) اور وہ شخص جو عبادت کرنیوالا ہو رات کے اوقات میں کبھی سجدہ کرنیوالا ہو اور کبھی نیت باندھکر کھڑا ہونیوالا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو (اچھا آپ ان سے یہ پوچھیں کہیں عالم اور جاہل برابر ہو سکتا ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اپنے رب کی عبادت کریگا ہی اور جو ایسے کریم مولی کی عبادت نہ کرے وہ جاہل بلکہ اجہل ہے ہی) نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں جو اہل عقل ہیں "۔ ایک جگہ ارشاد ہے:۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ "اس میں شک نہیں کہ انسان غیر مستقل مزاج پیدا ہوا ہے کہ جب کوئی تکلیف اس کو پہنچتی ہے تو بہت زیادہ گھبرا جاتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہو تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسرے کو یہ بھلائی نہ پہنچے، مگر (ہاں) وہ نمازی جو اپنی نماز کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں اور سکون و وقار سے پڑھنے والے ہیں "۔

آگے اُن کی چند اور صفتیں ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے:۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ فِىْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (پ ۲۹ ع ۷) "اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا جنتوں میں اکرام کیا جائے گا"۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں نماز کا حکم اور نمازیوں کے فضائل، اُن کے اعزاز و اکرام ذکر فرمائے گئے ہیں، اور حقیقت میں نماز ایسی ہی دولت ہے، اسی وجہ سے دو جہان کے سردار فخر رُسل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، اسی وجہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ دعاء فرماتے ہیں: رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ "اے رب مجھ کو نماز کا خاص اہتمام کرنیوالا بنا دے اور میری اولاد میں سے بھی ایسے لوگ پیدا فرما جو اہتمام کرنیوالے ہوں، اے ہمارے رب میری یہ دعاء قبول فرمالے"۔ اللہ کا ایک پیارا نبی جسکو خلیل ہونے کا بھی فخر ہو وہ نماز کی پابندی اور اہتمام کو اللہ ہی سے مانگتا ہے، خود حق سبحانہ وتقدس اپنے محبوب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ (پ ۱۶ ع ۱۶) "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں

چاہتے، روزی تو آپ کو ہم دیں گے اور بہترین انجام تو پرہیزگاری کا ہے" حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تنگی وغیرہ پیش آتی تو گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے اور یہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی معمول نقل کیا گیا ہے کہ جب بھی اُن حضرات کو کوئی دِقّت پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے، مگر ہم لوگ اس اہم چیز سے ایسے غافل اور بے نیاز ہیں کہ اسلام اور مسلمانی کے لمبے لمبے دعووں کے باوجود بھی ادھر متوجہ نہیں ہوتے، بلکہ اگر کوئی بُلانے والا کھڑا ہوتا ہے تو اس پر فقرے کستے ہیں، اس کی مخالفت کرتے ہیں، مگر کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں، اور جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہیں ان میں سے بھی اکثر ایسی پڑھتے ہیں جس کو نماز کے ساتھ مذاق سے اگر تعبیر کیا جائے تو بیجا نہیں، کہ اکثر ارکان بھی پورے طور سے ادا نہیں کرتے، خشوع خضوع کا تو کیا ذکر ہے، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے ہے وہ ہر کام خود کر کے دکھلا گئے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے کارنامے بھی سامنے ہیں، اُن کا اتباع کرنا چاہئے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند قصے نمونہ کے طور پر اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہؓ میں لکھ چکا ہوں، یہاں اُن کے اعادہ کی ضرورت نہیں، البتہ اِس رسالہ میں چند حکایات صوفیاء کی نقل کرنے کے بعد چند ارشادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نقل کرتا ہوں؛

شیخ عبدالواحدؒ مشہور صوفیاء میں ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ رات کو اوراد و وظائف بھی چھوٹ گئے، خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین خوب صورت لڑکی سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے جسکے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں، کہتی ہے کہ میری طلب میں کوشش کر میں تیری طلب میں ہوں، اس کے بعد اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے، یہ خواب سے اُٹھے اور قسم کھالی کہ رات کو نہیں سوؤں گا، کہتے ہیں کہ چالیس۴۰ برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی، (نزہت)

شیخ مظہر سعدیؒ ایک بزرگ ہیں جو اللہ جل شانہ کے عشق و شوق میں ساٹھ۶۰ برس تک روتے رہے، ایک شب خواب میں دیکھا گویا ایک نہر ہے جس میں خالص مشک بھرا ہوا ہے اس کے کناروں پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے لہلہا رہے ہیں، وہاں چند نوعمر لڑکیاں پُکار پُکار کر اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں، انھوں نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انھوں نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو لوگوں کے معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے پروردگار نے اُن لوگوں کے واسطے پیدا فرمایا ہو جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے اللہ سے مناجات کرتے رہتے ہیں،

ابوبکر ضریرؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان غلام رہتا تھا دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر تہجد پڑھتا، ایک دن وہ میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں اتفاق سے آج رات سو گیا تھا، خواب میں دیکھا کہ محراب کی دیوار پھٹی، اس میں سے چند لڑکیاں نہایت ہی حسین اور خوبصورت ظاہر ہوئیں مگر ایک اُن میں نہایت بدصورت بھی ہے، میں نے اُن سے پوچھا تم کون ہو؟ اور یہ بدصورت کون ہو؟ وہ کہنے لگیں کہ تیری گذشتہ راتیں ہیں اور یہ تیری آج کی رات ہی (نزہتہ)

ایک بزرگؒ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات ایسی گہری نیند آئی کہ آنکھ نہ کھلی، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی حسین لڑکی ہو کہ اُس جیسی میں نے عمر بھر نہیں دیکھی، اس میں سے ایسی تیز خوشبو مہک رہی تھی کہ میں نے ویسی خوشبو بھی کبھی نہیں سونگھی، اس نے مجھے ایک کاغذ کا پرچہ دیا جس میں تین شعر لکھے ہوئے تھے، اُن کا مطلب یہ تھا کہ نیند کی لذت میں مشغول ہو کر جنت کے بالاخانوں سے غافل ہو گیا، جہاں ہمیشہ تجھے رہنا ہو، اور موت بھی وہاں نہ آئے گی، اپنی نیند سے اُٹھ سونے سے تہجد میں قرآن پڑھنا بہتر ہے،، کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے جب مجھے نیند آتی ہے اور یہ اشعار یاد آتے ہیں تو نیند بالکل اُڑ جاتی ہے،

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی بتائی جاتی تھی، میں نے سات دینار میں خرید لی اور اپنے گھر لے آیا، جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اٹھی وضو کیا نماز شروع کر دی، اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے اس کا دَم نکلا جاتا تھا، نماز کے بعد اس نے مناجات شروع کی اور یہ کہنے لگی "اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم! مجھ پر رحم فرما" میں نے اس سے کہا کہ اس طرح نہ کہو یوں کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم! یہ سُنکر اس کو غصہ آگیا، اور کہنے لگی قسم ہو اُس ذات کی اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں نہ کھڑا رکھتا، پھر اوندھے مُنہ گر گئی اور چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہو کہ "بے چینی بڑھتی جا رہی ہے اور دل جلا جا رہا ہی، اور صبر جاتا رہا اور آنسو بہہ رہے ہیں اس شخص کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق و شوق اور اضطراب سے چین ہی نہیں، اے اللہ اگر کوئی خوشی کی چیز ہو تو اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما،، اس کے بعد بلند آواز سے یہ دُعا کی، یا اللہ میرا اور آپ کا معاملہ ابتک پوشیدہ تھا،

اب مخلوق کو خبر ہو چلی، اب مجھے اٹھا لیجئے، یہ کہکر زور سے ایک چیخ ماری اور مر گئی،

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سری سقطیؒ کے ساتھ بھی پیش آیا، کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خدمت کے لئے ایک باندی خریدی، ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت کا مجھ سے اخفاء کرتی رہی اس کی نماز کی ایک جگہ متعین تھی جب کام سے فارغ ہو جاتی وہاں جاکر نماز میں مشغول ہو جاتی، ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات میں مشغول ہو جاتی ہے، اور کہتی ہے کہ آپ اس محبت کے وسیلہ سے جو مجھ سے ہے فلاں فلاں کام کر دیں، میں نے آواز سے کہا کہ اے عورت یوں کہہ کہ میری محبت کے وسیلہ سے جو مجھے آپ سے ہے کہنے لگی، میرے آقا اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمھیں نماز سے بٹھلا کر مجھے کھڑا نہ کرتا، سریؒ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو بلا کر کہا، کہ تو میری خدمت کے قابل نہیں اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے، اس کو کچھ سامان دے کر آزاد کر دیا، (نزہۃ)

حضرت سری سقطیؒ ایک عورت کا حال بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کو کھڑی ہوتی تو کہتی اے اللہ! ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے، اس کی پیشانی بھی تیرے قبضہ میں ہے، وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے دیکھ نہیں سکتی، تو اسے دیکھتا ہے، اور اس کے سارے کاموں پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا، اے اللہ اگر وہ میری برائی چاہے تو تُو اس کو دفع کر اور وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تُو اس کے مکر کا انتقام لے میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں، اس کے بعد وہ روتی تھی، حتیٰ کہ روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی، لوگوں نے اس سے کہا خدا سے ڈر، کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے، اس نے کہا اگر یہ آنکھ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے، اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے تو اس کا دور ہی ہونا اچھا ہے،

شیخ ابو عبد اللہ جلاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی فرمائش کی، والد صاحب بازار تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا، مچھلی خریدی، گھر تک لانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی کہ ایک نو عمر لڑکا جو پاس ہی کھڑا تھا، کہنے لگا چچا جان! اسے اٹھانیکے واسطے مزدور چاہیے؟ کہا ہاں! اُس لڑکے نے مچھلی سر پر اٹھائی اور ہمارے ساتھ چل دیا، راستہ میں اُس نے اذان کی آواز سن لی، کہنے لگا اللہ کے منادی نے بلایا ہے، مجھے وضو بھی کرنا ہے، نماز کے بعد لیجا سکوں گا، آپ کا دل چاہے انتظار کر لیجئے، ورنہ اپنی مچھلی لے لیجئے، یہ کہکر

مچھلی رکھ کر چلا گیا، میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ یہ مزدور لڑکا تو ایسا کرے ہمیں بطریق اولیٰ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئیے، یہ سوچ کر وہ بھی مچھلی رکھ کر مسجد میں چلے گئے، نماز سے فارغ ہو کر ہم سب آئے تو مچھلی اسی طرح رکھی ہوئی تھی، اس لڑکے نے اٹھا کر ہمارے گھر پہنچادی، گھر جا کر والد نے یہ عجیب قصہ والدہ کو سنایا، انھوں نے فرمایا کہ اس کو روک لو وہ بھی مچھلی کھا کر جائے، اس سے کہا گیا اس نے جواب دیا کہ میرا تو روزہ ہے، والد نے اصرار کیا کہ شام کے وقت یہیں آکر افطار کرے، لڑکے نے کہا کہ میں ایک دفعہ جا کر دوبارہ نہیں آتا، یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں، شام کو آپکی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا، یہ کہہ کر وہ قریب ہی مسجد میں چلا گیا، شام کو بعد مغرب آیا اور کھانا کھایا اور کھانے سے فراغت پر اس کو تخلیہ کی جگہ بتادی، ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آرہی ہے ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہو گئی؟ اس نے کہا میں نے اس مہمان کے طفیل سے دعاء کی تھی کہ یا اللہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کردے، میں فوراً اچھی ہو گئی، اس کے بعد جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا کہیں پتہ نہیں،

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا، طبیبوں نے کہا، اگر ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے، اُن کی والدہ نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ جب یہ نماز کی نیت باندھ لیں تو کاٹ لینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اُن کو خبر بھی نہ ہوئی،

ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی، جو نہایت دُبلی پتلی تھی، اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے، میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا، اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ بازار چل، رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں، کہنے لگی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیئے، وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی، رات بھر نماز پڑھتی، اور جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ کل صبح بازار چلیں گے، تو بھی ساتھ چلنا، عید کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لائیں گے، کہنے لگی، میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو، پھر اندر گئی، اور نماز میں مشغول ہو گئی، اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے لے کر پڑھتی رہی، حتیٰ کہ اس آیت پر پہونچی وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ

الآیۃ (سورۂ ابراہیم، ع ۳) اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رخصت ہوگئی
ایک سید صاحبؒ کا قصہ ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں، اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی، کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی،

اہلِ مجاہدہ لوگوں میں اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں، ان حضرات کی حرص تو بہت ہی مشکل ہے، کہ اللہ جل شانہٗ نے ان کو پیدا ہی اس لئے فرمایا تھا، لیکن جو اکابر حضرات کہ دوسرے دینی اور دنیوی مشاغل میں مشغول تھے اُن کی حرص بھی ہم جیسوں کو دشوار ہے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے سب ہی واقف ہیں، خلفائے راشدینؓ کے بعد انہی کا شمار ہے، ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبد العزیزؒ سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول ہونیوالے تو اور بھی ہوں گے، مگر ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنیوالا میں نے نہیں دیکھا، عشاء کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھ جاتے اور دعا، کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے اور دُعا میں مشغول رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا آنکھ لگ جاتی، پھر جب آنکھ کھُل جاتی تو اسی طرح روتے اور دعا، میں مشغول رہتے، کہتے ہیں کہ خلافت کے بعد سے جنابت کے غسل کی نوبت نہیں آئی، ان کی بیوی عبد الملک بادشاہ کی بیٹی تھی، آپنے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر، یا تو وہ سارا زیور اللہ کے واسطے دے کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کردوں، یا مجھ سے جُدائی اختیار کرلے، مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں، بیوی نے عرض کیا کہ وہ مال کیا چیز ہے؟ میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی، یہ کہہ کر سب بیت المال میں داخل کردیا، آپ کے انتقال کے بعد جب عبد الملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس کردیا جائے، فرمانے لگیں کہ جب میں اُن کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی، مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا یہ نہیں، پھر ایک غلام کو بُلایا اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھ کو آمادہ کیا؟ اس نے کہا سو دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا، آپنے فرمایا وہ دینار لے آ، اس نے حاضر کئے، آپنے اُن کو بیت المال میں داخل فرمادیا، اور اس غلام سے فرمایا تو کہیں ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے، انتقال کے وقت مسلمہؒ آگئے

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا، آپ کے تیرہ ۱۳ بیٹے ہیں اور ان کے لئے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا نہ پیسہ، آپ نے فرمایا، ذرا مجھے بٹھا دو اور بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا، اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں، پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ جل شانہٗ خود ان کا کفیل ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ "وہی متولی ہے صلحاء کا" اور اگر وہ گنہگار ہیں تو ان کی مجھے بھی کچھ پرواہ نہیں،

حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو فقہ کے مشہور امام ہیں دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات دن میں تین سو رکعات نفل پڑھتے تھے، حضرت سعید بن جبیرؓ ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے، حضرت محمد بن منکدرؒ حفاظ حدیث میں ہیں، ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ حد نہ رہی، کسی نے دریافت کیا تو فرمایا تلاوت میں یہ آیت آگئی تھی: وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ، اخیر تک (سورۂ زمر ع ۵) اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ اگر ظلم کرنیوالے کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی اُن کے ساتھ اور بھی ہوں تو قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لئے فدیہ کے طور پر دینے لگیں، اس کے بعد ارشاد ہے وَبَدَا لَهُمْ الآیۃ، اور اللہ کی طرف سے اُن کے لئے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا اُن کو گمان بھی نہ تھا، اور اس وقت ان کو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی، حضرت محمد بن منکدرؒ وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں،

حضرت ثابت بنانیؒ حفاظ حدیث میں ہیں، اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں، کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی، فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا، اس کی دُعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے، ابو سنانؒ کہتے ہیں خدا کی قسم! میں اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے ثابتؒ کو دفن کیا، دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی، تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے، اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ جب دفن کر چکے تو اُن کے گھر اُن کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابتؒ کا عمل کیا تھا؟ اس نے کہا، کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے قصہ بیان کیا، اس نے کہا کہ پچاس ۵۰ برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما، (اقامۃ الحجۃ)

حضرت امام ابو یوسفؒ باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں، اوران کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل علیحدہ تھے، لیکن پھر بھی دو سو رکعات نوافل روزانہ پڑھتے تھے، حضرت محمد بن نصرؒ مشہور محدّث ہیں، اس انہماک سے نماز پڑھتے تھے، جس کی نظیر مشکل ہے، ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے نماز میں کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا مگر حرکت نہ ہوئی، نہ خشوع خضوع میں کوئی فرق آیا، کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حس وحرکت کھڑے رہتے تھے، حضرت بقی بن مخلدؒ روزانہ تہجّد اور وتر کی تیرہ رکعت میں ایک قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، حضرت منادؒ ایک محدّث ہیں اُن کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے، ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے، دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آکر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے، پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے، مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا، میں نے اُن کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنیوالے ہیں، اس نے کہا کہ ستّر برس سے ان کا یہی عمل ہے، اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کروگے،

مسروقؒ ایک محدّث ہیں، اُن کی بیوی کہتی ہیں کہ نمازیں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ ان کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اس کی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی اُن کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی، سعید بن المسیّبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح ایک ہی وضو سے پڑھی، اور ابو المعتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا، امام غزالیؒ نے ابو طالب مکیؒ سے نقل کیا کہ چالیس تابعیوں سے تواتر کے طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے، اُن میں سے بعض کا چالیس برس تک یہی عمل رہا، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی، اور یہ اختلاف نقل کرنیوالوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا، لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا، اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے، حضرت امام شافعی صاحبؒ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے، ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز

تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا، صرف رات کو تھوڑی سی دیر سوتے تھے، امام احمد بن حنبلؒ تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے، اور جب بادشاہِ وقت نے آپ کے کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضعف بہت بڑھ گیا، تو ڈیڑھ سو رہ گئی تھیں، اور تقریباً اسی برس کی عمر تھی، ابو عتاب سلمیؒ چالیس برس تک رات بھر روتے رہے، اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے، ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات توفیق والوں کے کتب تواریخ میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے، نمونہ اور مثال کے لئے یہی واقعات کافی ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی ان حضرات کے اتباع کا کچھ حصہ اپنے لطف و فضل سے نصیب فرمائیں، آمین،

(۱) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهٗ اِلَّا عُشْرُ صَلٰوتِهٖ تُسْعُهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا رواه ابوداؤد وقال المنذری فی الترغیب

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لئے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، اسی طرح بعض کے لئے نواں حصہ بعض کے لئے آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھائی، تہائی، آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔"

رواہ ابوداؤد والنسائی وابن حبان فی صحیحہ بنحوہ اھ وعزاہ فی الجامع الصغیر الی احمد وابی داؤد وابن حبان ورقم لہ بالصحیح وفی المنتخب عزاہ الی احمد ایضاً وفی الدر المنثور اخرج احمد عن ابی الیسر مرفوعاً منکم من یصلی الصلوٰۃ کاملۃ ومنکم من یصلی الثلث والربع حتی بلغ العشر، قال المنذری فی الترغیب رواہ النسائی باسناد حسن واسم ابی الیسر کعب بن عمرو السلمی شہد بدراً اھ،

ف: یعنی جس درجہ کا خشوع اور اخلاص نماز میں ہوتا ہے اتنی ہی مقدار اجر و ثواب کی ملتی ہے حتیٰ کہ بعض کو پورے اجر کا دسواں حصہ ملتا ہے اگر اس کے موافق خشوع خضوع ہو، اور بعض کو آدھا مل جاتا ہے اور اسی طرح دسویں سے کم اور آدھے سے زیادہ بھی مل جاتا ہے، حتیٰ کہ بعض کو پورا پورا اجر مل جاتا ہے، اور بعض کو بالکل بھی نہیں ملتا کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہوتی، ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض نماز کے لئے اللہ کے یہاں ایک خاص وزن ہے جتنی اس میں کمی رہ جاتی ہے اس کا حساب کیا جاتا ہے، احادیث میں آیا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے پہلے خشوع اٹھایا جائیگا کہ پوری جماعت میں ایک بھی خشوع سے پڑھنے والا نہ ملیگا (جامع الصغیر)

رُوِیَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنْ صَلَّی الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا وَاَسْبَغَ لَھَا وُضُوْءَھَا وَاَتَمَّ لَھَا قِیَامَھَا وَخُشُوْعَھَا وَ رُکُوْعَھَا وَسُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ بَیْضَآءُ مُسْفِرَۃٌ تَقُوْلُ حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ وَمَنْ صَلَّاھَا لِغَیْرِ وَقْتِھَا وَلَمْ یُسْبِغْ لَھَا وُضُوْءَھَا وَلَمْ یُتِمَّ لَھَا خُشُوْعَھَا وَلَا رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا خَرَجَتْ وَھِیَ سَوْدَآءُ مُظْلِمَۃٌ تَقُوْلُ ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ حَتّٰی اِذَا کَانَتْ حَیْثُ شَآءَ اللّٰہُ لُفَّتْ کَمَا یُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِھَا وَجْھُہٗ، رواہ الطبرانی فی الاوسط کمافی الترغیب وبالدر المنثور وعزاہ فی المنتخب الی البیہقی فی الشعب وفیہ ایضا بروایۃ عبادۃؓ بمعناہ وزاد فی الاولیٰ بعد قولہ کما حفظتنی ثم اصعد بھا الی السماء ولھا ضوء ونور ففتحت لہ ابواب السماء حتی ینتھی بھا الی اللہ فتشفع لصاحبھا وقال فی الثانیۃ وغلقت دونھا ابواب السماء وعزاہ فی الدر الی البزار والطبرانی وفی الجامع الصغیر حدیث عبادۃ الی الطیالسی وقال صحیح ،

(۲) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کو اپنے وقت پر پڑھے وضو بھی اچھی طرح کرے، خشوع وخضوع سے بھی پڑھے، کھڑا بھی پورے وقار سے ہو، پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے کرے، غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بنکر جاتی ہے اور نمازی کو دُعاء دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی، اور جو شخص نماز کو بُری طرح پڑھے وقت کو ٹال دے وضو بھی اچھی طرح نہ کرے رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بُری صورت سے سیاہ رنگ میں بد دُعاء دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا، اس کے بعد وہ نماز پُرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے مُنہ پر ماردی جاتی ہے۔"

ف: خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نماز کو اچھی طرح پڑھیں کہ اللہ کی اہم ترین عبادت اُن کے لئے دعاء کرتی ہے، لیکن عام طور سے جیسی نماز پڑھی جاتی ہے کہ رکوع کیا تو وہیں سے سجدہ میں چلے گئے، سجدے سے اُٹھے تو سر اُٹھانے بھی نہ پائے تھے کہ فوراً کوے

کی سی ٹھونگ دوسری دفعہ ماردی، ایسی نماز کا جو حشر ہو وہ اس حدیث شریف میں ذکر فرما ہی دیا، اور پھر جب وہ بربادی کی دعا کرے تو اپنی بربادی کا گلہ کیوں کیا جائے یہی وجہ ہے کہ آجکل مسلمان گرتے جارہے ہیں اور ہر طرف تباہی ہی تباہی کی صدائیں گونج رہی ہیں، ایک دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے، اس میں بھی یہ اضافہ ہے کہ جو نماز خشوع خضوع سے پڑھی جاتی ہے آسمان کے دروازے اُس کے لئے کُھل جاتے ہیں، وہ نہایت نورانی ہوتی ہے، اور نمازی کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں سفارشی بنتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نماز میں رکوع اچھی طرح نہ کیا جائے کہ کمر پوری جُھک جائے اس کی مثال اس عورت کی سی ہے جو حاملہ ہو، اور جب بچہ ہونے کا وقت قریب آجائے تو اسقاط کردے، (ترغیب) ایک حدیث میں ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے بجز بھوکا اور پیاسا رہنے کے کوئی حاصل نہیں، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جن کو جاگنے کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملتی،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو قیامت کے دن پانچوں نمازیں ایسی لیکر حاضر ہو کہ اُن کے اوقات کی بھی حفاظت کرتا رہا ہو اور ان نمازوں کو خشوع خضوع سے پڑھتا رہا ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ نے عہد فرمالیا ہے کہ اس کو عذاب نہیں کیا جائے گا، اور جو ایسی نمازیں نہ لیکر حاضر ہو اس کے لئے کوئی وعدہ نہیں چاہے اپنی رحمت سے معاف فرمادیں چاہے عذاب دیں، ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا تمھیں معلوم بھی ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے کیا فرمادیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کی وجہ سے تین مرتبہ یہی دریافت فرمایا، اور صحابہ کرام یہی جواب دیتے رہے، اس کے بعد ارشاد ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی عزت اور بڑائی کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جو شخص ان نمازوں کو اوقات کی پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے گا میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو پابندی نہ کریگا تو میرا دل چاہیگا رحمت سے بخش دوں گا ورنہ عذاب دوں گا،

(۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائیگا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب ہو گا اور بامراد

أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ خَابَ وَخَسِرَ وَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهٖ قَالَ الرَّبُّ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ، رواه الترمذی وحسنه النسائی وابن ماجة والحاکم وصححه کذا فی

اور اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ نامراد اور خسارہ میں ہوگا، اور اگر کچھ نماز میں کمی پائی گئی، تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ دیکھو اس بندہ کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں جن سے فرضوں کو پورا کردیا جائے، اگر نکل آئیں تو اُن سے فرضوں کی تکمیل کردیجائے گی، اس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا حساب ہوگا"

الدر وفی المنتخب بروایۃ الحاکم فی الکنی عن ابن عمر اول ما افترض اللہ علی امتی الصلوٰۃ الخمس واول مایرفع من اعمالھم الصلوٰۃ الخمس الحدیث بطولہ بمعنی حدیث الباب وفیہ ذکر الصیام والزکوٰۃ نحو الصلوٰۃ وفی الدر اخرج ابو یعلی عن انس رفعہ اول ما افترض اللہ علی الناس من دینھم الصلوٰۃ واٰخر مایبقی الصلوٰۃ واول مایحاسب بہ الصلوٰۃ یقول اللہ انظروا فی صلوٰۃ عبدی فان کانت تامۃ کتبت تامۃ وان کانت ناقصۃ قال انظروا ھل لہ من تطوع الحدیث فیہ ذکر الزکوٰۃ والصدقۃ وفیہ ایضا اخرج ابن ماجۃ والحاکم عن تمیم الداری مرفوعا اول مایحاسب بہ العبد یوم القیمۃ صلوٰتہ الحدیث وفی اٰخرہ ثم الزکوٰۃ مثل ذلک ثم تؤخذ الاعمال حسب ذلک وعزاہ السیوطی فی الجامع الی احمد وابی داود والحاکم وابن ماجۃ ورقم لہ بالصحیح،

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نفلوں وغیرہ کا ذخیرہ بھی اپنے پاس کافی رکھنا چاہئے، کہ اگر فرضوں میں کچھ کوتاہی نکلے تو میزان پوری ہوجائے، بہت سے لوگ کہہ دیا کرتے ہیں اجی ہم سے فرض ہی پورے ہوجائیں تو بہت غنیمت ہے، نفلیں پڑھنا تو بڑے آدمیوں کا کام ہے، اس میں شک نہیں کہ فرض ہی اگر پورے ہوجائیں تو بہت کافی ہیں، لیکن ان کا بالکل پورا پورا ادا ہوجانا کونسا سہل کام ہے، کہ ہر ہر چیز بالکل پوری ادا ہوجائے، اور جب تھوڑی بہت کوتاہی ہوتی ہے تو اس کے پورا کرنے کے لئے نفلوں کے بغیر چارہ کار نہیں، ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون زیادہ وضاحت سے آیا ہے، ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے پہلے نماز کو فرض فرمایا ہے اور سب سے پہلے اعمال میں سے نماز ہی پیش کی جاتی ہے،

اور سب سے پہلے قیامت میں نماز ہی کا حساب ہوگا، اگر فرض نمازوں میں کمی رہ گئی تو نفلوں سے اس کو پورا کیا جائے گا، اور پھر اس کے بعد اسی طرح روزوں کا حساب کیا جائیگا، اور فرض روزوں میں جو کمی ہوگی وہ نفل روزوں سے پوری کردیجائے گی، اور پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طریقہ سے ہوگا، ان سب چیزوں میں نوافل کو ملاکر بھی اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگیا تو وہ شخص خوشی خوشی جنّت میں داخل ہوجائے گا، ورنہ جہنّم میں پھینک دیا جائے گا، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ جو شخص مسلمان ہوتا سب سے اوّل اس کو نماز سکھائی جاتی،

(۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ، رواہ الطبرانی فی الاوسط، ولاباس باسنادہ انشاء اللہ کذا فی الترغیب وفی المنتخب بروایۃ الطبرانی فی الاوسط وایضا عن انس بلفظہ وفی الترغیب عن ابی ہریرۃ رضؓ رفعہ الصلوٰۃ ثلثۃ اثلاث الطہور ثلث والرکوع ثلث والسجود ثلث فمن اداھا بحقھا قبلت منہ وقبل منہ سائر عملہ ومن ردّت علیہ صلوٰتہ ردّ علیہ سائر عملہ رواہ البزار وقال لانعلمہ مرفوعا الّا من حدیث المغیرۃ ابن مسلم قال الحافظ واسنادہ حسن اھ واخرج مالک فی الموطا ان عمر بن الخطاب رضؓ کتب الی عمّالہ انّ اھمّ امورکم عندی الصّلوٰۃ من حفظھا او حافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیّعھا فھو لما سواھا اضیع کذا فی الدر،

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتریں گے، اور وہ خراب ہوگئی تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے، حضرت عمر رضؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک اعلان سب جگہ کے حکام کے پاس بھیجا تھا کہ سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے جو شخص اس کی حفاظت اور اس کا اہتمام کریگا وہ دین کے اور اجزاء کا بھی اہتمام کرسکتا ہے اور جو اس کو ضائع کردیگا وہ دین کے اور اجزاء کو زیادہ برباد کردے گا"۔

ف: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک ارشاد اور حضرت عمر رضؓ کے اس اعلان کا منشاء بظاہر یہ ہے جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان مسلمان سے اُس وقت تک

ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے، کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو زیادہ جرأت نہیں ہوتی، لیکن جب وہ نماز کو ضائع کردیتا ہے تو اس کی جرأت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس آدمی کو گمراہ کرنے کی اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر بہت سے مہلکات اور بڑے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلا کردیتا ہے (منتخب کنز) یہی مطلب ہے حق سبحانہٗ و تقدس کے ارشاد إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ کا جس کا بیان قریب ہی آرہا ہے،

(۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا، رواہ الدارمی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنیوالا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کرلے، صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ نماز میں سے کس طرح چوری کریگا ارشاد فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔

وفی الترغیب رواہ احمد والطبرانی وابن خزیمۃ فی صحیحہ وقال صحیح الاسناد اھ وفی المقاصد الحسنۃ حدیث ان اسوء الناس سرقۃ رواہ احمد والدارمی فی مسندیھما من حدیث الولید بن مسلم عن الاوزاعی عن یحیی ابن ابی کثیر عن عبداللہ ابن ابی قتادۃ عن ابیہ مرفوعًا وفی لفظ بحذف ان وصححہ ابن خزیمۃ والحاکم وقال انہ علی شرطیھما ولم یخرجاہ لروایۃ کاتب الاوزاعی لہ عنہ عن یحیی عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ رواہ احمد ایضا والطیالسی فی مسندیھما من حدیث علی بن زید عن سعید بن المسیّب عن ابی سعید الخدری بہ مرفوعًا وروایۃ ابی ھریرۃؓ عند ابی منیع وفی الباب عن عبداللہ بن مغفل وعن النعمان بن مرۃ عند مالک مرسلا فی اٰخرین اھ وقال المنذری فی الترغیب لحدیث ابن مغفل رواہ الطبرانی فی معاجمہ الثلاثۃ باسناد جیّد وقال لحدیث ابی ھریرۃ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد قلت وحدیث ابی قتادۃ وابی سعید ذکرھما السیوطی فی الجامع الصغیر ورقم بالصحیح،

ف : یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے، اوّل تو چوری خود ہی کس قدر ذلت کی

چیز ہے، اور چور کو کیسی حقارت سے دیکھا جاتا ہے، پھر چوری میں بھی اس حرکت کو بدترین چوری ارشاد فرمایا ہے کہ رکوع سجدہ کو اچھی طرح نہ کرے، حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی، اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت (منکشف) ہوا ہے، حضرت زیادؓ صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) علم ہم میں سے کس طرح اٹھ جائے گا؟ ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں (اور وہ اسی طرح اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور سلسلہ چلتا رہے گا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو تجھے بڑا سمجھدار خیال کرتا تھا، یہ یہود و نصاریٰ بھی تو توراۃ و انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر کیا کار آمد ہوا؟ ابو درداءؓ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت عبادہؓ سے جاکر یہ قصہ سُنایا، انھوں نے فرمایا کہ ابو درداءؓ سچ کہتے ہیں، اور میں بتاؤں کہ سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اُٹھے گی؟ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھ جائے گا، تو دیکھے گا کہ بھری مسجد میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا، حضرت حذیفہؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار کہلاتے ہیں، وہ بھی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا جائے، ایک حدیث میں ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے، مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی، کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا، سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا، حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے مکاتیب (خطوط) میں نماز کے اہتمام پر زور دیا ہے، اور بہت سے گرامی ناموں میں مختلف مضامین پر بحث فرمائی ہے، ایک گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے کا اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے، شریعت نے انگلیوں کو ملانے کا اور کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں فرمایا ہے، یعنی ایسے معمولی آداب کی رعایت بھی ضروری ہے، اسی سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جمائے رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جاکر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا، نماز میں خشوع کو پیدا کرتا ہے، اور اس سے نماز میں

دلجمعی نصیب ہوتی ہے جب ایسے معمولی آداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں تو بڑے آداب اور سنّتوں کی رعایت تم سمجھ لو کہ کس قدر فائدہ بخشے گی،

(۶) عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ وَالِدَةِ عَائِشَةَ قَالَتْ رَانِي اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ اَتَمَيَّلُ فِيْ صَلٰوتِيْ فَزَجَرَنِيْ زَجْرَةً كِدْتُّ اَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوتِيْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيُسْكِنْ اَطْرَافَهٗ لَا يَتَمَيَّلُ تَمَيُّلَ الْيَهُوْدِ فَاِنَّ سُكُوْنَ الْاَطْرَافِ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ اخرجه الحكيم الترمذی من طريق القاسم بن محمد عن اسماء بنت ابی بكر عن ام رومان كذا فی الدر وعزاه السيوطی فی الجامع الصغير الى ابی نعيم فی الحلية وابن عدی فی الكامل ورقم له بالضعف وذكر ايضا رواية ابن عساكر عن ابی بكر رضؓ من تمام الصلوٰة سكون الاطراف،

حضرت عائشہ رضؓ کی والدہ اُمّ رومان رضؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی، نماز میں اِدھر اُدھر جھکنے لگی، حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے دیکھ لیا، تو مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ میں (ڈر کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہوگئی، پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو بالکل سکون سے رکھے، یہود کی طرح ہلے نہیں، بدن کے تمام اعضاء کا نماز میں بالکل سکون سے رہنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔"

ف: نماز کے درمیان میں سکون سے رہنے کی تاکید بہت سی حدیثوں میں آئی ہے، نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ اکثر آسمان کی طرف دیکھنے کی تھی کہ وحی کے فرشتے کا انتظار رہتا تھا، اور جب کسی چیز کا انتظار ہوتا ہی تو اس طرف نگاہ بھی لگ جاتی ہی، اسی وجہ سے کبھی نماز میں بھی نگاہ اوپر کو اُٹھ جاتی تھی، جب قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ نازل ہوئی تو پھر نگاہ نیچے رہتی تھی، صحابہ رضؓ کے متعلق بھی حدیث میں آیا ہے کہ اوّل اوّل اِدھر اُدھر توجہ فرمالیا کرتے تھے، مگر اس آیتِ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد سے کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ اسی آیتِ شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضؓ

جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے، ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ رہتے تھے اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اُن کی طرف متوجہ ہیں، حضرت علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ خشوع دل میں ہوتا ہے، (یعنی دل سے نماز میں متوجہ رہنا) اور یہ بھی اس میں داخل ہو کہ کسی طرف توجہ نہ کرے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون سے رہنے والے ہیں، حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ نفاق کے خشوع سے اللہ ہی سے پناہ مانگو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ظاہر میں تو سکون اور دل میں نفاق ہو، حضرت ابو درداءؓ بھی اس قسم کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ نفاق کا خشوع یہ ہے کہ ظاہر بدن تو خشوع والا معلوم ہو اور دل میں خشوع نہ ہو، حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ دل کا خشوع اللہ کا خوف ہی، اور نگاہ کو نیچی رکھنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے، ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا، حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان کا نماز میں سے اُچک لینا ہے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر ہی رہ جائیں گی (درمنثور) بہت سے صحابہؓ اور تابعین سے نقل کیا گیا ہے کہ خشوع سکون کا نام ہی، یعنی نماز نہایت سکون سے پڑھی جائے، متعدد احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ نماز ایسی طرح پڑھا کرو گویا یہ آخری نماز ہے، اور ایسی طرح پڑھا کرو جیسا وہ شخص پڑھتا ہے جسکو یہ گمان ہو کہ اس وقت کے بعد مجھے دوسری نماز کی نوبت ہی نہ آئے گی، (جامع الصغیر)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رض قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ	⑦	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی الخ (بیشک نماز روکتی ہی بیحیائی اور ناشائستہ

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اخرجه ابن ابی حاتم وابن مردویه كذا فی الدر المنثور،

حرکتوں سے) کے متعلق دریافت کیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بیحیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔

ف: بیشک نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے اور اس کو اپنی اصلی حالت پر پڑھنے کا ثمرہ یہی ہے، کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے، اگر یہ بات پیدا نہیں ہوئی تو نماز کے کمال میں کمی ہے، بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہوا ہے، حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں تین چیزیں ہوتی ہیں اخلاص اللہ کا خوف اور اللہ کا ذکر، جس نماز میں یہ تین چیزیں نہیں ہیں وہ نماز ہی نہیں، اخلاص نیک کاموں کا حکم کرتا ہے، اور اللہ کا خوف بُری باتوں سے روکتا ہے، اور اللہ کا ذکر قرآن پاک ہے جو مستقل طور پر اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے، حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو نماز بُری باتوں اور نامناسب حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز بجائے اللہ کے قرب کے اللہ سے دوری پیدا کرتی ہے، حضرت حسنؓ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اس کو بُری باتوں سے نہ رُوکے وہ نماز ہی نہیں، اس نماز کی وجہ سے اللہ سے دوری پیدا ہوتی ہے، حضرت ابن عمرؓ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون نقل فرمایا ہے، حضرت ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو نماز کی اطاعت نہ کرے اس کی نماز ہی کیا، اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ بے حیائی اور بُری باتوں سے رُکے، حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے اور صبح ہوتے ہی چوری کرتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی نماز اس کو اس کے فعل سے عنقریب ہی روک دیگی (در منثور)، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بُری باتوں میں مشغول ہو تو اس کو اہتمام سے نماز میں مشغول ہونا چاہئے، بُری باتیں اس سے خود ہی چھوٹ جائیں گی، ہر ہر بُری بات کے چھوڑنے کا اہتمام دشوار بھی ہے اور دیر طلب بھی، اور اہتمام سے نماز میں مشغول ہو جانا آسان بھی ہے اور دیر طلب بھی نہیں، اس کی برکت سے بُری باتیں اس سے اپنے آپ ہی چھوٹتی چلی

جاویں گی، حق تعالیٰ شانہٗ مجھے بھی اچھی طرح نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں،

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ اخرجہ ابن ابی شیبۃ ومسلم والترمذی وابن ماجۃ کذا فی الدر المنثور وفیہ ایضا عن مجاھد فی قولہ تعالٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ، قَالَ مِنَ الْقُنُوْتِ الرُّکُوْعُ وَالْخُشُوْعُ وَطُوْلُ الرُّکُوْعِ یَعْنِیْ طُوْلَ الْقِیَامِ وَغَضُّ الْبَصَرِ وَخَفْضُ الْجَنَاحِ وَالرَّھْبَۃُ لِلّٰہِ وَکَانَ الْفُقَھَآءُ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ یَھَابُ الرَّحْمٰنَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَنْ یَّلْتَفِتَ اَوْ یُقَلِّبَ الْحَصٰی اَوْ یَشُدَّ بَصَرَہٗ اَوْ یَعْبَثَ بِشَیْءٍ اَوْ یُحَدِّثَ نَفْسَہٗ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا اِلَّا نَاسِیًا حَتّٰی یَنْصَرِفَ اخرجہ سعید بن منصور وعبد ابن حمید وابن جریر وابن المنذر وبن الاصبھانی فی الترغیب و البیھقی فی شعب الایمان اھ وھذا اٰخر ما اردت ایرادہ فی ھذہ العجالۃ رعایۃ بعدد الاربعین واللّٰہ ولی التوفیق وقد وقع الفراغ من لیلۃ التروِیۃ من سنۃ سبع وخمسین بعد الالف وثلثمائۃ والحمد للّٰہ اولاً وّاٰخراً،

(۸) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں لمبی لمبی رکعتیں ہوں، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ (اور نماز میں کھڑے رہو اللہ کے سامنے مؤدب) اس آیت میں رکوع بھی داخل ہے اور خشوع بھی اور لمبی رکعت ہونا بھی، اور آنکھوں کو پست کرنا بازوؤں کو جھکانا (یعنی اکڑ کے کھڑا نہ ہونا) اور اللہ سے ڈرنا بھی شامل ہے کہ لفظ قنوت میں جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا یہ سب چیزیں داخل ہیں، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تھا اس بات سے کہ اِدھر اُدھر دیکھے یا (سجدہ میں جاتے ہوئے) کنکریوں کو الٹ پلٹ کرے (عرب میں صفوں کی جگہ کنکریاں بچھائی جاتی ہیں) یا ٹکٹکی باندھ کر دیکھے یا کسی لغو چیز میں مشغول ہو، یا دل میں کسی دنیاوی چیز کا خیال لائے، ہاں بھول کے خیال آ گیا ہو تو دوسری بات ہے۔

ف: قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ کی تفسیر میں مختلف ارشادات وارد ہوئے ہیں، ایک یہ

اور پھر تہجد کے لئے اُٹھے، اور نماز میں مشغول ہو جائے، حق تعالیٰ شانہٗ اس شخص سے بہت ہی خوش ہوتے ہیں، تعجب فرماتے ہیں، باوجود عالم الغیب ہونے کے فرشتوں سے فخر کے طور پر دریافت فرماتے ہیں، کہ اس بندہ کو کس بات نے مجبور کیا کہ اس طرح کھڑا ہو گیا، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے لطف و عطایا کی امید نے اور آپ کے عتاب کے خوف نے، ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا جس چیز کی اس نے مجھ سے امید کی وہ میں نے عطا کی، اور جس چیز کا اس کو خوف ہے اس سے امن بخشا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی بندہ کو کوئی عطا، اللہ کی طرف سے اس سے بہتر نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت نماز کی توفیق عطا ہو جائے،

قرآن و حدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ فرشتے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتے ہیں، احادیث میں آیا ہے کہ ایک جماعت اُن کی ایسی ہے جو قیامت تک رکوع ہی میں رہے گی، اور ایک جماعت اسی طرح ہر وقت سجدہ میں مشغول رہتی ہے، اور ایک جماعت اسی طرح کھڑی رہتی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ نے مومن کے لئے یہ اکرام و اعزاز فرمایا کہ ان سب چیزوں کا مجموعہ اس ۲ دو رکعت نماز میں عطا فرما دیا تاکہ فرشتوں کی ہر عبادت سے اس کو حصہ مل جائے، اور نماز میں قرآن شریف کی تلاوت اُن کی عبادتوں پر اضافہ ہے، اور جب یہ فرشتوں کی عبادتوں کا مجموعہ ہے تو انہی کی سی صفات سے اس میں لطف میسّر ہو سکتا ہے، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کے لئے اپنی کمر اور پیٹ کو ہلکا رکھا کرو (جامع الصغیر) کمر کو ہلکا رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ بہت سے جھگڑے اپنے پیچھے نہ لگاؤ، اور پیٹ کو ہلکا رکھنا ظاہر ہے کہ زیادہ سیر ہو کر نہ کھاؤ، اس سے کاہلی اور سستی پیدا ہوتی ہے،

صوفیہ کہتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہٗ نے بارہ ۱۲ چیزوں میں منضم فرمایا ہے، ان بارہ کی رعایت ضروری ہے، تاکہ نماز مکمل ہو جائے، اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو، یہ بارہ ۱۲ حسب ذیل ہیں:- اوّل علم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے، دوسرے ۲ وضو، تیسرے ۳ لباس، چوتھے ۴ وقت، پانچویں ۵ قبلہ کی طرف رُخ کرنا، چھٹے ۶ نیت، ساتویں ۷ تکبیر تحریمہ، آٹھویں ۸ نماز میں کھڑا ہونا، نویں ۹ قرآن شریف پڑھنا، دسویں ۱۰ رکوع، گیارہویں ۱۱ سجدہ، بارہویں ۱۲ التحیات میں بیٹھنا، اور ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے، پھر ان بارہ ۱۲ کے تین تین جزو ہیں، اوّل علم کے تین جزو ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ

معلوم کرے، دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں کتنی سنت ہیں، تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے، اس کے بعد وضو کے بھی تین جزء ہیں، اوّل یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک رکھے جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے، دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے، تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے، پھر لباس کے بھی تین جزو ہیں، اوّل یہ کہ حلال کمائی سے ہو، دوسرے یہ کہ پاک ہو، تیسرے سنت کے موافق ہو، کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں، تکبر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو، پھر وقت میں بھی تین چیز کی رعایت ضروری ہے، اوّل یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبرگیری رکھے، تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں، (اور ہمارے زمانہ میں اُس کے قائم مقام گھڑی گھنٹے ہو گئے ہیں)، دوسرے اذان کی خبر رکھے، تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے، کبھی ایسا نہ ہو کر وقت گزر جائے پتہ نہ چلے، پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے، اوّل یہ کہ ظاہری بدن سے اُدھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ بھی وہی ہے، تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہونا چاہیئے اس طرح متوجہ ہو، پھر نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے، اوّل یہ کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ دیکھتا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے پھر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرنا ہے، اوّل یہ کہ لفظ صحیح ہو، دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا یہ اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں بھی موجود ہو، پھر قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں، اوّل یہ کہ نگاہ سجدہ کی جگہ رہے، دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو، کہتے ہیں کہ جو نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے، اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے، ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کریگا، پھر قراءت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اوّل صحیح ترتیل سے پڑھے، دوسرے اس کے معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے، پھر رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں اوّل یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے، نہ نیچی کرے نہ اونچی (علماء نے لکھا ہے کہ

یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا، جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا، اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا، کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تمھیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں، ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا، آپ کا ارشاد ہے کہ مجھے تکبر کرنیوالے پر تعجب ہے کہ کل تک ناپاک نطفہ تھا، اور کل کو مُردار ہو جائے گا، پھر تکبر کرتا ہے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونیوالے گھر کے لئے تو فکر کرتے ہیں ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے، آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر صدقہ کیا کرتے لوگوں کو خبر بھی نہ ہوتی کہ کس نے دیا، جب آپ کا انتقال ہوا تو سَو گھر ایسے نکلے جن کا گذارہ آپ کی اعانت پر تھا (نزہۃ البساتین)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آجاتی، کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جسکو آسمان و زمین نہ اٹھا سکے، پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گئے، میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں،

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی، رگیں پھول جاتیں، آنکھیں سُرخ ہو جاتیں، کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں، مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آپ اس قدر گھبراتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں، اور نیند اُڑ جائے، اس کے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا،

ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصریؒ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی، جب انھوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ "اللہ" کے وقت اُن پر جلالِ الٰہی کا ایسا غلبہ تھا، گویا اُن کے بدن میں روح نہیں رہی، بالکل مبہوت سے ہو گئے، اور جب "اکبر" زبان سے کہا تو میرا دل اُن کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا (نزہۃ البساتین)

حضرت اُویس قرنیؒ مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعی ہیں، بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گذار دیتے، کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدہ میں گذار دیتے (نزہۃ البساتین)

عصامؒ نے حضرت حاتم زاہد بلخیؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اوّل نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں، پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہے، اور اوّل نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے مُنہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پُل صراط پر ہے، داہنی طرف جنت ہے، بائیں طرف دوزخ ہے، موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے، پھر کوئی اور نماز شاید میسّر نہ ہو، اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے، اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں، تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں، اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں، اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں،

عصامؒ نے پوچھا کہ کتنی مدّت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حاتمؒ نے کہا تیس برس سے۔ عصامؒ رونے لگے، کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی، کہتے ہیں کہ حاتمؒ کی ایک مرتبہ جماعت فوت ہو گئی، جس کا بیحد اثر تھا، ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی، اس پر رونے لگے، اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا، ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت کرتے، جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی، یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے،

حضرت سعید بن المسیّبؒ کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں، محمد بن واسعؒ کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہئیں، ایک ایسا دوست ہو جو میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے، ایک بقدر زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو، ایک جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں جو کوتاہی ہو جائے وہ تو معاف ہو اور ثواب جو ہو مجھے مل جائے،

حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے مجھ پر اس وقت حملہ کیا، میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں (اس لئے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی بھی نماز نہیں پڑھاؤں گا،

میمون بن مہرانؒ ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے، جماعت ہو چکی تھی اِنَّا لِلّٰہِ

وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ پڑھا اور فرمایا کہ نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی، کہتے ہیں کہ ان حضرات کرام میں سے جس کی تکبیر اُولیٰ فوت ہوجاتی تھی تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے اور جس کی جماعت جاتی رہتی سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے (احیاء) بکر بن عبداللہ رح کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک اپنے مولا سے بلا واسطہ بات کرنا چاہے تو جب چاہے کرسکتا ہے، کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر، اور نماز کی نیّت باندھ لے، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے تھے، لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسے ہوجاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہوجاتے تھے،

سعید تنوخی رح جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی، خلف بن ایوب رح سے کسی نے پوچھا کہ مکھیاں تم کو نماز میں دِق نہیں کرتیں کہنے لگے کہ میں اپنے کو کسی ایسی چیز کا عادی نہیں بناتا جس سے نماز میں نقصان آئے، یہ بدکار لوگ حکومت کے کوڑوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں محض اتنی سی بات کے لئے کہ لوگ کہیں گے بڑا متحمل مزاج ہے اور پھر اس کو فخریہ بیان کرتے ہیں، میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کرنے لگوں،

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک صحابی رض رات کو نماز پڑھ رہے تھے، ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کرلے گیا، لیجاتے ہوئے اُس پر نظر بھی پڑ گئی، مگر نماز نہ توڑی، بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ نہ لیا، فرمایا جس چیز میں میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اونچی تھی،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تو قصہ مشہور ہے، کہ جب لڑائی میں اُن کے تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے، چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا، لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی، نہ نکل سکا، آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے، آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا، فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا، آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی،

مسلم بن یسارؒ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں سے کہہ دیتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمھاری باتوں کا پتہ نہیں چلے گا، ربیعؒ کہتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوں تو مجھ پر اس کا فکر سوار ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال وجواب ہوگا، عامر بن عبداللہؒ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی تو کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا، کسی نے اُن سے پوچھا کہ تمھیں نماز میں کسی چیز کی خبر بھی ہوتی ہے؟ فرمایا ہاں مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہوگا، اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا، انھوں نے عرض کیا، یہ نہیں پوچھتا بلکہ یہ کہ ہماری باتوں میں سے بھی کسی کی خبر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مجھ میں نیزوں کی بھالیں گھُس جائیں یہ زیادہ اچھا ہے اس سے کہ مجھے نماز میں تمھاری باتوں کا پتہ چلے، اُن کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر آخرت کا منظر اس وقت میرے سامنے ہو جاوے تو میرے یقین اور ایمان میں اضافہ نہ ہو (کہ غیب پر ایمان اتنا ہی پختہ ہے جتنا مشاہدہ پر ہوتا ہے) ایک صاحب کا کوئی عضو خراب ہو گیا تھا، جس کے لئے اس کے کاٹنے کی ضرورت تھی، لوگوں نے تجویز کیا کہ جب یہ نماز کی نیت باندھیں اُس وقت کاٹنا چاہیئے، ان کو پتہ بھی نہ چلے گا، چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے اس عضو کو کاٹ دیا گیا، ایک صاحب سے پوچھا گیا کہ تمھیں نماز میں دنیا کا خیال بھی آجاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نہ نماز میں آتا ہے نہ بغیر نماز کے، ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ تمھیں نماز میں کوئی چیز یاد آجاتی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ نماز سے بھی زیادہ کوئی محبوب چیز ہے جو نماز میں یاد آوے،

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لئے آیا، وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ انتظار میں بیٹھ گیا، جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نفلوں میں مشغول ہو گئے، اور عصر تک نفلیں پڑھتے رہے، یہ انتظار میں بیٹھا رہا، نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو گئے، اور مغرب تک مشغول رہے، پھر مغرب کی نماز پڑھی، اور نفلیں شروع کر دیں، عشاء تک اس میں مشغول رہے، یہ بیچارہ انتظار میں بیٹھا رہا، عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی، اور صبح تک اس میں مشغول رہے، پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا، اوراد و وظائف پڑھتے رہے، اسی میں مصلّے پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی، تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھے، استغفار و توبہ کرنے لگے، اور یہ دعاء پڑھی:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَیْنٍ لَّا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ (اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)۔

ایک صاحب کا قصّہ لکھا ہے کہ وہ رات کو سونے کے لئے لیٹتے تو کوشش کرتے کہ آنکھ لگ جاوے، مگر جب نیند نہ آتی تو اُٹھ کر نماز میں مشغول ہو جاتے، اور عرض کرتے یا اللہ تجھ کو معلوم ہے کہ جہنّم کی آگ کے خوف نے میری نیند اُڑا دی، اور یہ کہہ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے، ساری رات بے چینی اور اضطراب یا شوق و اشتیاق میں جاگ کر گذار دینے کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں،

ہم لوگ اس لذّت سے اتنے دُور ہو گئے ہیں کہ ہم کو ان واقعات کی صحّت میں بھی تردّد ہونے لگا، لیکن اوّل تو جس کثرت اور تواتر سے یہ واقعات نقل کئے گئے ہیں اُن کی تردید میں ساری ہی تواریخ سے اعتماد اٹھتا ہے، کہ واقعہ کی صحت کثرتِ نقل سے ہی ثابت ہوتی ہے،

دوسرے ہم لوگ اپنی آنکھوں سے ایسے لوگوں کو آئے دن دیکھتے ہیں جو سینما اور تھیٹر میں ساری رات کھڑے کھڑے گذار دیتے ہیں کہ نہ اُن کو تعب ہوتا ہے، نہ نیند ستاتی ہے، پھر کیا وجہ کہ ہم ایسے معاصی کی لذّتوں کا یقین کرنے کے باوجود ان طاعات کی لذّتوں کا انکار کریں، حالانکہ طاعات میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے قوّت بھی عطا ہوتی ہے، ہمارے اس تردّد کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم لذّتوں سے ناآشنا ہیں، اور نابالغ بلوغ کی لذّتوں سے ناواقف ہوتا ہی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس لذّت تک پہنچا دیں تو رہے نصیب؛

آخری گذارش

صوفیہ نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا، اور ہمکلام ہونا ہے، جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا، نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں، مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے، یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گذرے گا، اسی طرح روزہ، دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا، صحبت کی لذّت سے رُکنا، یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں، غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں تو نفس کی شدّت و تیزی پر اثر پڑے گا، لیکن نماز کا معظم حصّہ ذکر ہے، قراءتِ قرآن ہے، یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہے، ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے، نہ اُس میں کوئی مشقّت ہوتی ہے نہ کوئی نفع، اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لئے اگر توجّہ نہ ہو تو عادت کے موافق بلا سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے، جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجّہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ کے ہو، اس لئے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت و ہمّت کے موافق پوری توجّہ سے پڑھی جائے، لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ حالات اور کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس حال سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے، یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھائے کہ بُری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے، یہ غلط ہے، نہ پڑھنے سے بُری طرح کا پڑھنا ہی بہتر ہے، اس لئے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے، حتّٰی کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے، جیسا کہ پہلے باب میں مفصّل گذر چکا ہے، البتہ اس کی کوشش ضرور ہونا چاہئے کہ نماز کا جو حق ہے اور اپنے اکابر اس کے مطابق پڑھ کر دکھا گئے ہیں حق تعالیٰ

شانہٗ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائیں، اور عمر بھر میں کم از کم ایک ہی نماز ایسی ہو جائے جو پیش کرنے کے قابل ہو،

اخیر میں اس امر پر تنبیہ بھی ضروری ہے کہ حضرات محدّثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسّع ہے، اور معمولی ضعف قابلِ تسامح، باقی صوفیۂ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں، اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجہ سے کہیں کم ہے،

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وقف وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهِمْ وَحَمَلَةِ الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ، بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

(حضرت مولانا) محمّد زکریا کاندھلوی عفی عنہ

شب دوشنبہ، ۷ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ،